قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی
Digitized By Khilafat Library Rabwah
دسمبر
1973
ماہنامہ
خالد
ربوہ
ایڈیٹر: محمد شفیق قیصر

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Shezan
Peach Jam
HOT KETCHUP
Orange Squash
Made from whole oranges
Plum Jam
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں"

(الہام المسیح الموعودؑ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

(المصلح الموعودؓ)

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۲۰ | فتح ۱۳۵۲ ہش | شمارہ ۲

دسمبر ۱۹۷۳ء

ایڈیٹر

محمد شفیق قیصرؔ

فہرست

پبلشر: محمد شفیق قیصر

پرنٹر: سید عبد الحی ایم۔ اے

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد دار النصر غربی ربوہ

سالانہ چندہ: سات روپے

قیمت فی پرچہ: ساٹھ پیسے

اداریہ

ہمارا جلسہ سالانہ

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ اس مرتبہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۷۳ء کو مرکز احمدیت ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر اس مرتبہ پہلی بار وفود کی شکل میں غیر ممالک سے بھی احمدی نمائندگان تشریف لا رہے ہیں۔

ہمارا یہ جلسہ سالانہ عام عُرسوں اور تہواروں کی طرح کا نہیں ہے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور بہت بڑا انعام ہے کہ وہ ہمیں ہر سال ایسے ایام مہیا کرتا ہے جن سے ہم آسمانی انوار و برکات سے اپنی جھولیاں بھر لیتے ہیں۔

اس بابرکت جلسہ کا انعقاد آج سے ۸۲ سال قبل ۱۸۹۱ء میں خدائی منشاء کے تحت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا اور اُس وقت سے یہ جلسہ ماسوا ایک دو سالوں کے باقاعدگی سے ہو رہا ہے۔ حضور علیہ السلام نے احباب جماعت کو بار بار اس بابرکت جلسہ میں شمولیت کی تحریک فرمائی ہے اور جو لوگ اس مقدس اجتماع میں شامل نہیں ہوتے ان کے بارہ میں اظہارِ افسوس کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"جو شخص ...... ایسا سمجھتا ہے کہ یہاں ٹھہرنے پر ہم پر بوجھ ہوگا اُسے ڈرنا چاہیئے کہ وہ شرک میں مبتلا ہے۔ ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ اگر سارا جہان ہمارا عیال ہو جائے تو ہماری مہمات کا متکفل خدا تعالیٰ ہے ہم پر ذرا بھی بوجھ نہیں۔ ہمیں تو دوستوں کے وجود سے بڑی راحت پہنچتی ہے .... میں نے بعض کو یہ کہتے سُنا ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر کیوں حضرت صاحب کو تکلیف دیں۔ ہم تو نکمے ہیں یونہی روٹی بیٹھ کر کیوں توڑا کریں۔ وہ یہ یاد رکھیں کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے جو شیطان نے اُن کے دلوں میں ڈالا ہے کہ اُن کے پَیر یہاں جمنے نہ پائیں۔" (ملفوظات جلد اوّل ص۳۵)

پھر فرماتے ہیں :-

"ہمارے دوستوں کو کس نے بتایا کہ زندگی بڑی لمبی ہے۔ موت کا کوئی وقت ہی نہیں کہ کب سر پر ٹوٹ پڑے۔ اسلئے مناسب ہے کہ جو وقت ملے اُسے غنیمت سمجھیں۔"

"یہ ایّام پھر نہ ملیں گے اور یہ کہانیاں رہ جائیں گی۔"

پس اس وقت کو غنیمت سمجھئے کہ ؎

اِک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا ٭ پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کی خدمت میں

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے الوداعی تقریب و ایڈریس

محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کے صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے عہدہ سے سبکدوش ہونے پر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے مورخہ یکم دسمبر ۱۹۷۳ء کو ایوانِ محمود میں شام کے ساڑھے چار بجے ایک الوداعی تقریب کا انعقاد کیا جس میں ازراہِ شفقت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی شرکت فرمائی۔

تلاوتِ قرآن پاک کے بعد جو محترم لئیق احمد صاحب طاہر مہتمم مقامی نے کی مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے الوداعی ایڈریس پیش کیا۔ ایڈریس کے بعد محترم چوہدری حمید اللہ صاحب اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی خطاب فرمایا۔ اس تقریب کی تفصیل ذیل میں شائع کی جا رہی ہے۔

اس تقریب میں بزرگانِ جماعت، مرکزی مہتممین کے علاوہ متعدد قائدینِ اضلاع نے بھی شمولیت فرمائی۔

ادارہ خالد اس امر کی وضاحت ضروری سمجھتا ہے کہ اس موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو خطاب فرمایا حضور اسے ملاحظہ نہیں فرما سکے لہذا حضور کا یہ خطاب ادارہ اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ (ادارہ)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز و احبابِ کرام!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیرِ اہتمام آج کی یہ خصوصی تقریب مکرم و محترم چوہدری حمید اللہ صاحب سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے چار سالہ کامیاب دورِ صدارت پر اپنے دلی جذباتِ عقیدت اور تشکر کے اظہار اور دعا کے لئے منعقد کی گئی ہے۔

محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کا چار سالہ دورِ صدارت تاریخ خدام الاحمدیہ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہے۔

جس میں خدام الاحمدیہ عالمگیر نے اپنی کیفیت اور کمیت کے اعتبار سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی رہنمائی میں ہر شعبہ میں نمایاں کام کیا۔ محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نے انتہائی خاکساری، بے نفسی اور مسلسل محنت کے ساتھ نوجوان نسل میں اطاعت و وفاکیشی اور خلافت سے وابستگی جیسی دلکش صفات کو اُجاگر کیا جو اُن کے مستقبل کیلئے نشانِ راہ ثابت ہوں گی، انشاء اللہ العزیز۔ آپ کے دَورِ صدارت میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خواہش کے مطابق خدام الاحمدیہ کے ہر شعبہ نے نمایاں ترقی کی۔ خصوصاً اجتماعات، تربیتی کلاسز، نئی مجالس کے قیام، مجالس کی تنظیم و تاسیس، تعلیم، اشاعت، خدمتِ خلق، اطفال، صحتِ جسمانی، گھوڑ دوڑ اور سائیکل سفر کی طرف آپ نے بہت توجہ فرمائی۔

آپ کے دَورِ صدارت میں سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے زرّیں ارشادات کو کتابی شکل میں "مشعلِ راہ" کے نام سے شائع کیا گیا۔ اطفالِ احمدیت کے لئے کتابچہ "یاد رکھنے کی باتیں" شائع ہوا۔ مجلس مرکزیہ کا عمومی اور خصوصاً مالی نظام مستحکم ہوا۔ پھر آپ کے دَورِ صدارت میں ضلعوار قیادت کا نظام پہلے سے زیادہ مستحکم ہوا جس کی بدولت شہری اور دیہاتی مجالس میں نمایاں بیداری رونما ہوئی۔

محترم چوہدری صاحب موصوف خدام الاحمدیہ عالمگیر کی بہبودی اور ترقی کے لئے اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہے۔ آپ ہمیشہ اس طریق کار پر محبت اور فدائیت کے ساتھ سختی سے کاربند رہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ہر حکم اور اشارہ کی دل و جان سے اطاعت کی جائے اور حضور کے جملہ ارشادات کی لفظاً و معناً تعمیل میں ہر ممکن وسیلہ کو بروئے کار لایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اِس وصف کو اپنے فضلوں سے نوازا اور مجلس کا تیز رفتاری سے اُٹھتا ہوا قدم اس کا بیّن ثبوت ہے۔

صدارت کی عظیم ذمہ داری سے قبل مختلف وقتوں میں آپ کو مرکزی مجلس عاملہ کے رُکن کے طور پر خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ ۱۹۵۹ء میں پہلی بار مجلس مرکزیہ کے رُکن بنے۔ مہتمم صحتِ جسمانی، مہتمم مال، مہتمم تجنید، مہتمم عمومی اور معتمد مجلس مرکزیہ اور مہتمم تربیت کے طور پر آپ کو گراں قدر خدمات سرانجام دینے کی سعادت میسّر آئی۔

آپ کی حُسنِ کارکردگی کے مظہر ہمارے آقا سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وہ کلمات ہیں جن میں حضور نے آپ کے اخلاص کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ سالانہ اجتماع ۱۹۷۰ء کے موقعہ پر حضور نے فرمایا:-

> "بہت دُعاؤں کے ساتھ میں نے ایک سادہ، بے نفس اور عشق کا جذبہ رکھنے والے نوجوان کو جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ جسمانی تو نہیں رُوحانی تعلق مضبوط تھا، خدام الاحمدیہ کا صدر مقرر کیا۔ خدا تعالیٰ نے اس مخلص نوجوان کو کام کرنے کی توفیق دی۔" (الفضل ۱۴ اخاء ۱۳۴۹ہش)

پھر آپ کے چار سالہ دورِ صدارت کے اختتام پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اِن دُعائیہ الفاظ سے اپنے خادم کو نوازا :-

" انہوں نے بہت ہمت، محنت، جانفشانی اور خوش اسلوبی کے ساتھ صدارت کی اہم ذمہ داریوں کو نبھایا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے "

محبت بھرے دل کے ساتھ محترم چوہدری صاحب موصوف کو پُرخلوص طور پر الوداع کہتے ہوئے ہم ممبرانِ مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ بڑے ادب کے ساتھ حضور کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ حضور دُعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ چوہدری صاحب موصوف کو اسلام اور احمدیت کی بیش از بیش خدمات بجا لانے کی توفیق سے نوازتا رہے اور اپنے فضلوں، برکتوں اور رحمتوں سے آپ کو سرشار رکھے۔ ہر رنگ میں آپ کا حافظ و ناصر ہو اور مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو آئندہ بھی نہایت اخلاص، للّٰہیت اور انتہائی محنت کے ساتھ کام کرنے والے کارکنان عطا فرماتا رہے اور مجلس خدام الاحمدیہ کا قدم ہمیشہ آگے ہی بڑھتا چلا جائے - آمین

ہم ہیں ممبرانِ مجلس عاملہ
خدام الاحمدیہ مرکزیہ

محترم چوہدری حمید اللہ صاحب سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے الوداعی ایڈریس کے جواب میں فرمایا :-

" آج کی اِس تقریب کے اہتمام کے لئے مَیں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا دلی طور پر شکر گزار ہوں - وہ کام جن کا ایڈریس میں ذکر کیا گیا ہے اور میری طرف منسوب کئے گئے ہیں حقیقتاً وہ کسی فردِ واحد کا کام نہیں تھا بلکہ مرکزی عہدیداروں، علاقائی و ضلعی قائدین، مقامی عہدیداران اور اراکینِ خدام الاحمدیہ سب نے مل کر یہ کام کیا ہے -

مَیں سمجھتا ہوں خدام الاحمدیہ کا جو کام میری صدارت کے دَوران ہوا ہے حقیقتاً وہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی توجہ اور شفقت کا نتیجہ ہے اور خدام الاحمدیہ نے بھی دوسری تنظیموں اور اداروں کی اس مومنٹم سے حصہ پایا ہے جو حضور کے دَورِ خلافت میں جماعت کی مختلف تنظیموں اور اداروں کو حاصل ہوا۔

میں حضور کی خدمت میں اس موقعہ پر اور حاضر احباب کی خدمت میں حضور کی اجازت سے درخواست کروں گا کہ ان سب لوگوں کے لئے خواہ وہ مرکز میں تھے یا باہر جماعتوں میں تھے، جنہوں نے بڑے اخلاص کے ساتھ اور بڑی محبت کے ساتھ میرے ساتھ تعاون فرمایا ہے، اُن کے لئے دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے اِس تعاون اور اُن کی اس مساعی کو قبول فرمائے اور ان کو بھی اور مجھے بھی آئندہ سلسلہ احمدیہ کی خدمت بجا لانے کی توفیق بخشے۔ جزاکم اللہ"

محترم چوہدری صاحب کے خطاب کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی خطاب فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب ادارہ خالد اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ حضور نے فرمایا:۔

"آج کی تقریب کے دو پہلو ہیں۔ ایک کا تعلق جانے کے ساتھ ہے اور ایک کا تعلق آنے کے ساتھ ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے ایک صدر تو کامیاب صدارت کے بعد اِس کام کو چھوڑ کر دوسرے کاموں میں مشغول ہو رہے ہیں اور ایک نوجوان ان کی جگہ صدارت کی ذمہ واریاں اُٹھا رہے ہیں۔ جانے والے کے متعلق تو دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احسن جزا دے اور آنے والے کے متعلق یہ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہترین اور مقبول خدمت کی توفیق عطا کرے"۔

مجلس خدام الاحمدیہ مختلف ادوار میں سے گزر کر اُس مقام تک پہنچی ہے جہاں دنیا اسے آج دیکھ رہی ہے۔ ابتداء اس کی ایک چھوٹے سے بیج کی مانند تھی اور اِس وقت ایک صحت مند بھرپور جوانی والے خوبصورت درخت کی شکل یہ بیج اختیار کر گیا ہے۔

ہر صدارت نے اپنی صدارت کے زمانہ میں دوؔ کام کئے۔ کسی نے بہت ہی اچھے طریقہ پر اور کسی نے درمیانے طریقہ پر اور کسی نے اپنا وقت گزارا بعض پہلوؤں کے لحاظ سے۔ بہرحال دو کام کئے ہر صدارت نے۔ ایک جو روایات بن چکی تھیں اُن کو قائم رکھنے کی سعی اور دوسرے جو ضروریات پیدا ہو چکی تھیں اُن سے نپٹنے کے لئے کوشش۔ ایک زندہ وجود کو یہی دو کام کرنے پڑتے ہیں۔

درخت کی شاخیں تنے سے ابتداء سے ہی نکل آتی ہیں۔ مختلف درختوں کی عمروں کے لحاظ سے اپنی عمر کے مختلف اوقات میں درمیان کا تنا جو ہے وہ اپنی شاخیں نکالتا ہے پھر شاخ خود تنے کی طرح اس تنے سے بھی موٹی، جو اس کی شکل ہوتی ہے پھیلتا ہے اور اس کی اپنی شاخیں نکلتی ہیں اور وہ خوبصورتی کا باعث بنتا ہے۔ تنا بلند ہوتا ہے، کچھ اور شاخیں نکالتا ہے۔ اسی طرح اپنی زندگی کے دور کو پورا کرتا ہے۔

اور مجلس خدام الاحمدیہ کی زندگی قیامت تک کے لئے ممتد ہے کیونکہ اس تنظیم کا تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مہدی کی جماعت کے ساتھ ہے جس کے متعلق یہ بشارت دی گئی ہے کہ قیامت تک کی ذمہ واریاں اس کی جماعت پر ڈالی جائیں گی۔ قیامت تک کی وہ ذمہ واریاں جن کا تعلق اصولاً بھی اور تفصیلاً بھی اُمتِ محمدیہ سے اور اسلام سے ہوگا۔ چونکہ جماعتِ احمدیہ کی زندگی قیامت تک ممتد ہے اسلئے جماعت احمدیہ کی تمام ذیلی تنظیموں کی زندگی بھی قیامت تک ممتد ہے۔ اور ہر دور جس میں سے بنیادی تنظیم، اصلی تنظیم یعنی جماعتی تنظیم یا اس کی ذیلی تنظیمیں جس میں سے گذریں ہر دور میں پہلی خوبصورتی اور حسن اور جمال کو محفوظ رکھنا اور اس میں زیادتی کرتے چلے جانا یہ فرض بن جاتا ہے اُن لوگوں کا جن کے ہاتھ میں اس کی قیادت دی جاتی ہے۔

ہم کہیں ٹھہر نہیں سکتے کیونکہ ٹھہرنا موت کے مترادف ہے۔ یہ ایک بنیادی اصول ہے زندگی کا۔ جب زندگی ٹھہر جاتی ہے تو بالکل موت واقع ہو جاتی ہے۔ اسلئے ہر نئے آنے والے صدر پر پہلے سے زیادہ ذمہ واریاں عائد ہوتی ہیں کیونکہ اس سے پہلے کے صدر نے دو سال پہلے سے قبل کی حالت کو قائم رکھ کے آگے بڑھنا تھا۔ اور اس صدر نے اُس وقت کے لحاظ سے پہلے کی حالت جس میں مزید دو سال کی کیفیت شامل ہوگئی اُسے قائم رکھتے ہوئے آگے بڑھنا ہے۔ کام میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ نئی ہدایات مرکزِ ہدایت یعنی خلافت سے جاری ہوتی ہیں۔ نئی ذمہ واریاں نئے حالات کے مطابق ڈالی جاتی ہیں۔ پرانی روایات کو قائم بھی رکھنا ہوتا ہے اور نئی ضرورتوں کے حصول کے لئے اور نئے مسائل کے

سمجھانے کے لئے نئی کوشش نئے عزم کے ساتھ بھی کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ عزیز بھائی اور بچے حمید اللہ صاحب کو جو انہوں نے جماعت کیلئے کیا۔ جس رنگ میں ذمہ داریوں کو نبھایا اس پر انہیں احسن جزاء دے اور انہیں بھی توفیق دے کہ مزید جو ذمہ داریاں اور دوسرے شعبوں کی جس رنگ میں بھی ان کے کندھوں پر پڑیں آخر وقت تک انہیں وہ اسی طرح خوش اسلوبی سے سمجھاتے چلے جائیں اور ادا کرتے چلے جائیں۔ اور جو اُن کی جگہ لے رہے ہیں خدا انہیں بھی ہر وقت چوکس رہ کر ہمت اور عزم کے ساتھ تندہی کے ساتھ، فراست کے ساتھ تقویٰ اور طہارت کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ کو آگے سے آگے لے جانے کی توفیق عطا کرے۔"

اِس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کروائی اور دُعا کے بعد یہ بابرکت تقریب اختتام پذیر ہوئی ٭

سیدنا محمود المصلح الموعود نور اللہ مرقدہٗ نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۴ء کے موقع پر ربوہ کی مقدس سرزمین میں یہ پُرشوکت اور پُرجلال پیشگوئی فرمائی تھی کہ:۔

"یہ سارا نظام جس کو یو۔ این۔ او کی مدد سے اور امریکہ کی مدد سے قائم کیا جارہا ہے اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو توفیق دے گا کہ وہ اس کی اینٹ سے اینٹ بجادیں اور پھر اس جگہ پر لاکر مسلمانوں کو بسائیں ..... سو خدا تعالیٰ کے عبادی الصالحون محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے لوگ لازماً اس مُلک میں جائیں گے۔ نہ امریکہ کے ایٹم بم کچھ کرسکتے ہیں نہ ایچ بم کچھ کرسکتے ہیں نہ روس کی مدد کچھ کرسکتی ہے۔ یہ خدا کی تقدیر ہے، یہ تو ہو کر رہنی ہے چاہے دُنیا کتنا زور لگالے۔" (سیر رُوحانی جلد۳)

؎ یہ قضا وہ ہے جو بدلے گی نہ تدبیروں سے ٭ ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین

(مکرم مولانا دوست محمد شاہد)

سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ ۱۹۷۳ء

کے موقعہ پر

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

مؤرخہ ۴ نبوت ۱۳۵۲ ہش : ۴ نومبر ۱۹۷۳ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے اکتیسویں سالانہ اجتماع میں جو اختتامی خطاب فرمایا تھا اس کا مکمل متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔ (ادارہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورۃ آل عمران کی آیہ کریمہ : ۱۱۱ کا یہ حصہ پڑھا :۔

"کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ"

اور پھر فرمایا :۔

"مجلس خدام الاحمدیہ کا یہ اجتماع اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ بہت ہی خوبیاں اکٹھی ہو جانے کی وجہ سے بڑا ہی کامیاب رہا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

مَیں نے ایک تو ماضی قریب میں سائیکل چلانے کی ترغیب دی تھی۔ اس کا ذکر مَیں نے اپنی افتتاحی تقریر میں بھی کیا تھا کہ اس اجتماع پر بیرونِ ربوہ سے آنے والے کئی خدام سائیکلوں پر سوار ہو کر آئے۔ چنانچہ ایسے خدام ایک طرف کراچی سے سائیکلوں پر روانہ ہوئے اور دوسری طرف راولپنڈی اور پشاور سے نہیں آئے اُن کو بھی اس طرف توجہ کرنی چاہیئے تھی) سیالکوٹ سے، غرض چاروں طرف سے سائیکلوں پر یہاں پہنچے ہیں۔ بعض خدام جو دُور سے آنے والے ہیں مثلاً کراچی اور تھرپارکر وغیرہ سے انہوں نے لگاتار ۸۰ اور ۱۰۰ میل روزانہ کے حساب سے سائیکلنگ کی اور اس طرح اس بڑے کام کی ایک خوشکن ابتدا ہو گئی ہے جس کی طرف مَیں نے نوجوانانِ احمدیت کو متوجہ کیا تھا۔

علاوہ ازیں مَیں نے اِس سال مجلس شوریٰ کے موقع پر جماعت کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ خیرِ اُمّت کی صفات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے وہ سائیکلوں پر وفود بھیج کر اپنے اپنے ضلع کے ہر گاؤں اور ہر قصبے سے رابطہ کریں۔ پہلے سال کا

جو کام تھا وہ اکتوبر کے آخر تک ختم ہو جانا تھا۔
مَیں نے شوریٰ پر یہ بھی اعلان کیا تھا کہ جو ضلع اس
عرصہ میں دوسروں کے مقابلے میں اوّل آئے گا اس
کو مَیں ایک ہزار روپے کا انعام دوں گا۔

یہ تحریک اپنے اندر بہت سے مفید پہلو
رکھتی ہے۔ اور اس کی بنیادی غرض اللہ تعالیٰ کے
اس ارشاد میں مضمر ہے جس کی مَیں نے ابھی تلاوت
کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ مُسلمہ سے فرمایا کہ تم
خیر اُمّت ہو اس لئے بھی کہ تم "اُخْرِجَتْ
لِلنَّاس" ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ مُسلمہ کو گویا
بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے دنیا میں پیدا کیا
ہے۔ اس غرض کو پُورا کرنے کے لئے ہر ملک اور
ہر ملک کے ہر شہر اور ہر قصبے اور ہر آبادی کے ساتھ
ہمارا ایک زندہ اور ہمیشہ قائم رہنے والا ملاپ
ہونا چاہیئے۔ ورنہ ہم اُن کے لئے عملاً خیر اور
بھلائی کے سامان پیدا کر ہی نہیں سکتے کیونکہ جس
شخص کو آپ جانتے ہی نہیں یا جن لوگوں کے مصائب
جن کی مشکلات اور جن کی ضرورتوں کا آپ کو علم
ہی نہیں ہے یا جن کے حالات آپ کی نظر سے اوجھل
ہیں اُن کے لئے آپ بھلائی کا ذریعہ نہیں بن سکتے
کیونکہ آپ نے اپنی بھلائی کا دائرہ عوام الناس
تک نہیں پھیلایا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے
متعلق یہ فرمایا کہ یہ وہ اُمّت ہے جو اُخْرِجَتْ
لِلنَّاس ہے۔ اُمّتِ مُسلمہ دنیا کے عوام کی بھلائی
اور خیر خواہی اور خدمت اور ہمدردی کے لئے
قائم کی گئی ہے۔ گویا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ تعلق رکھنے والی اُمّت کا یہ مقصد قرار دیا
گیا ہے کہ وہ لوگوں کے لئے خیر اور بھلائی کو اپنا
شعار بنائے۔

پس اس تحریک کی بنیادی غرض یہ تھی کہ ہم
(احمدیوں کو) اور خصوصاً احمدی نوجوانوں کو چاہیئے
کہ گاؤں گاؤں اور قصبے قصبے اور ڈیرے ڈیرے
پر پہنچیں اور لوگوں سے ملاپ کریں اور ملاپ کے
بعد پھر جب اُن کے ساتھ مل بیٹھیں تو اُن سے
کہیں کہ اگر کوئی کام ہو تو وہ ہمارے پاس آئیں
ہم اُن کی مدد کریں گے۔ یہ بھی پتہ کریں کہ اگر کوئی ایسا
غریب آدمی ہے جو کھانے کا محتاج ہے تو اُس کے
کھانے کا انتظام کریں اور اگر کوئی شخص بیمار ہے اور
علاج کروانا چاہتا ہے تو اُس کے لئے دوا مہیّا
کریں۔

غرض یہ ایک بہت بڑا منصوبہ ہے جس کی
ابتدا مَیں نے اس اعلان کے ساتھ کی تھی کہ احباب
جماعت خصوصاً نوجوانانِ پاکستان کے ہر شہر، ہر قصبہ
اور ہر گاؤں سے سائیکل کے ذریعہ ملاپ کریں۔ اس
غرض کے لئے چھ ماہ کا عرصہ مقرر کیا گیا تھا۔ یہ تھوڑا
عرصہ ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن مَیں نے عمداً
تھوڑا عرصہ مقرر کیا تھا کیونکہ مشاورت کے بعد
مشاورت تک انتظار نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہمیں
مشاورت ایسا موقع ہوتا ہے جہاں ہم اس قسم
کے کاموں کا جائزہ لیں۔ لیکن آج چونکہ خدام الاحمدیہ

ہمارے سامنے بیٹھے ہیں اور ہر جگہ سے اپنے اجتماع میں شمولیت کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ یہاں ہم کھیلوں کی بھی باتیں کرتے ہیں۔ ہم خدام کو کچھ ذہنی نشوونما کے لئے بھی بتاتے ہیں۔ خدام کی روحانیت کو اور زیادہ بلند کرنے کے لیے ہماری کچھ تمنائیں ہوتی ہیں جن کا ہم یہاں اظہار کرتے ہیں اور کچھ نیکی کی راہیں ہیں جن کی ہم نشاندہی کرتے ہیں۔ لیکن مشاورت کا یہ ماحول نہیں ہوتا اس میں تو ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کے جو جماعتی منصوبے ہیں ان کے متعلق بہت سی باتیں ایجنڈے پہ ہوتی ہیں جن پر مشاورت کے دوران غور کیا جاتا ہے۔ غرض مشاورت کا ماحول ان اجتماعات کے ماحول سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ اس لئے ہم تنظیمی کاموں کا جائزہ بالعموم اجتماعوں کے موقعہ پر لیتے ہیں۔ مثلاً خدام الاحمدیہ کا یہ اجتماع ہے اور خدام کے ساتھ اطفال الاحمدیہ کا اجتماع ہے، لجنہ اماء اللہ کا اجتماع ہے اور پھر انصار اللہ کا اجتماع ہے جس میں جماعت کے چھوٹے اور بڑے، بچے اور بوڑھے، مرد اور عورت سب کو اُن کی ذمہ داریاں یاد دلا کر آگے سے آگے بڑھنے کی تلقین کی جاتی ہے۔

چنانچہ میری اس تحریک پر گزشتہ چھ ماہ میں جماعت نے جو کوشش کی وہ اگرچہ ایسی تو نہیں کہ اس کے متعلق ہم یہ کہہ سکیں کہ جماعت نے بحیثیت مجموعی کوشش کا حق ادا کیا ہے لیکن یہ کہہ سکتے ہیں کہ بعض ضلعوں نے اس میں کوشش کا حق ادا کیا ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے میں ضلع سرگودھا کو لیتا ہوں۔ ضلع سرگودھا میں کل گاؤں ۱۰۷۸ ہیں (انکے کہنے کے مطابق ۱۰۳۹ ہیں) اور ضلع سرگودھا کی جماعت کے سائیکل وفود نے ۱۰۷۸ گاؤں میں سے ۱۰۲۹ گاؤں سے اپنا رابطہ قائم کیا۔ انکے ممبران سائیکل وفود کی مجموعی تعداد (غالباً ایک سے زائد دفعہ گئے ہوں گے) ۳۱۶۲ ہے۔ اور ان گاؤں یا قصبوں میں وہاں کے جن سرکردہ لوگوں سے انہوں نے باتیں کیں، اُن کی تعداد ۲۹۷۶ ہے پھر اس عرصہ میں اُنہوں نے جو فاصلہ طے کیا، وہ ۶۱۹۲ میل ہے اور ابھی ان میں تیرہ رپورٹیں غیر معینہ ہیں۔

جہاں تک سرگودھا کی جماعتوں کا تعلق ہے وہاں ایسے گاؤں بھی ہیں جہاں احمدیوں کے ایک ایک دو دو گھرانے آباد ہیں لیکن ابھی تک ایسی جگہوں پر جماعتیں قائم نہیں ہو سکیں اور بہت سے دیہات میں باقاعدہ جماعتیں قائم ہیں۔ اس سے ہمارے سامنے یہ چیز آئی کہ اس ضلع میں ابھی تبلیغ میں وسعت پیدا کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ تاہم صحیح صورتِ حال ہمارے سامنے آ گئی اور اب ہمارے لئے خدمتِ خلق کے طور پر منصوبے بنانے کے لئے آسانی ہو گئی۔ اور دوسرے اس سے یہ بات بھی نمایاں ہو کر سامنے آ گئی کہ سرگودھا کی جماعتوں نے ضلع بھر کے ۱۰۷۸ گاؤں میں سے ۱۰۲۹ گاؤں کا سائیکلوں پر

دَورہ کرکے بڑی ہمّت کا ثبوت دیا ہے۔ گو اُن کا کہنا یہ ہے کہ جو نقشہ اُن کے پاس ہے اس کے حساب سے صرف ۱۰۳۹ گاؤں ہی ہیں۔

دوسرے نمبر پہ ضلع تھرپارکر آیا ہے۔ ضلع تھرپارکر میں کل ۱۲۱۷ گاؤں ہیں جن میں سے ۴۰۹ گاؤں میں ہمارے سائیکل سوار وفود گئے اور وہاں کے لوگوں سے ملاپ کیا۔ جماعتوں کی تعداد کے لحاظ سے ان کا کام بڑا اچھا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی اس کام کو سو فیصد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ربوہ کے ذمہ تحصیل چنیوٹ لگائی گئی تھی جس کے ۳۰۸ گاؤں ہیں جن میں سے ۱۴۱ گاؤں کا ربوہ کے خدام نے سائیکلوں پہ دَورہ کیا لیکن اس میں وہ گاؤں شامل نہیں جن تک سیلاب کے دنوں میں ربوہ کے نوجوان بڑی ہمت سے اور انتہائی قربانی کی مثالیں قائم کرتے ہوئے پہنچے اور اُنہوں نے اپنے سیلاب زدہ بھائیوں کی ہر قسم کی مدد کی سیلاب زدہ علاقے چونکہ اِس رپورٹ میں شامل نہیں وہ ایک علیحدہ سکیم تھی، ورنہ ربوہ کا ملاپ عملاً بہت زیادہ گاؤں کے ساتھ ہو گیا ہے۔

ضلع لائل پور کے ۱۲۵۹ گاؤں ہیں۔ گویا لائل پور کے گاؤں سرگودھا سے زیادہ ہیں لیکن دَورہ سرگودھا نے کیا ۱۰۳۹ گاؤں کا اور لائل پور نے کیا صرف ۲۴۷ گاؤں کا۔ لائل پور اس لحاظ سے بہت پیچھے رہ گیا ہے حالانکہ اُن کو پیچھے نہیں رہنا چاہیئے تھا۔ اسی طرح لاہور کے ضلع میں ۹۰۰ گاؤں ہیں اور صرف ۱۴۱ گاؤں کا دَورہ کیا گیا ہے۔ کراچی کے ماحول میں جو گاؤں ہیں اُن کی تعداد ہمیں بتائی گئی لیکن اُنہوں نے دَورہ کیا ہے صرف ۷۹ گاؤں کا۔ ضلع شیخوپورہ (جہاں کے امیر چوہدری محمد انور حسین صاحب ہیں اور اِس وقت یہاں بیٹھے ہوئے ہیں) کے ۱۰۹۳ گاؤں ہیں اور دَورہ کیا گیا ہے صرف ۸۷ گاؤں کا۔ ساہیوال نے اپنے ضلع کے گاؤں کی تعداد نہیں بتائی البتہ ۹۱ گاؤں کا دَورہ کیا گیا ہے۔ اِن نو ضلعوں میں سے (جن کی رپورٹ اس وقت میرے سامنے ہے) ضلع سیالکوٹ سب سے پیچھے رہ گیا ہے۔ اس ضلع کے ۱۴۲۹ گاؤں ہیں اور صرف ۷۴ گاؤں کا دَورہ کیا گیا ہے حالانکہ وہاں جماعتیں زیادہ ہیں۔ وہاں کے احمدیوں کی تعداد ضلع سرگودھا کے احمدیوں سے کہیں زیادہ ہے۔ اس لئے وہاں کے قائد ضلع خدام الاحمدیہ اور امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع سیالکوٹ کو اس طرف فوری طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔

غرض اس چھ ماہ کی کوشش میں ضلع سرگودھا اوّل آیا۔ اور نہ صرف اوّل آیا بلکہ بہت اچھی فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوا ہے۔ یعنی انہوں نے ۱۰۷۸ گاؤں میں سے ۱۰۳۹ گاؤں کا دَورہ کیا۔ صرف ۳۹ گاؤں کا وہ دَورہ نہیں کر سکے۔ اس لئے اوّل آنے والوں کے لئے مَیں نے ایک ہزار روپے کا جو انعام مقرر کیا تھا (مجھے اس کی رپورٹ کل ملی تھی۔ مَیں نے پیسے اسی وقت بھجوا دیئے تھے لیکن چونکہ

میں نے کچھ کوائف بتائے تھے اس لئے یہ انعام علیحدہ دینا چاہتا تھا) وہ ضلع سرگودھا کے قائد خدام الاحمدیہ آکر حاصل کرلیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے کاموں میں بہت برکت ڈالے اور انہیں احسن جزا دے اور دوسروں کے لئے وہ موثر نمونہ بھی بنیں۔

(اس موقعہ پر قائد صاحب ضلع سرگودھا مکرم چوہدری ریاض احمد صاحب نے حضور کے دست مبارک سے انعام حاصل کیا)

مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ لاہور کیوں پیچھے رہ گیا ہے۔ لاہور تو سائیکلوں کا گھر ہے۔ وہاں تو جمعہ کے روز دارالذکر میں اتنے سائیکل ہوتے ہیں کہ اگر اُن میں سے ہر سائیکل کی پانچ پانچ گاؤں میں جانے کی ڈیوٹی لگا دی جاتی تو لاہور والے آگے نکل جاتے۔ کیونکہ سائیکل وفود کے ذریعہ جو کام ہوا اور اس کے جو خوشکن نتائج نکلے (جن کے بتانے کی اس وقت گنجائش نہیں ہے) وہ بڑے حسین ہیں' بہت دلچسپ ہیں اور بڑے خوش کن ہیں۔ اس لذت سے لاہور کو محروم نہیں رہنا چاہیئے تھا۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ کہیں پلاؤ پکا ہوا ہو تو انسان یہ چاہتا ہے کہ اُسے بھی حصّہ ملے لیکن اس سے کہیں زیادہ مسرت والی چیزوں سے پتہ نہیں کیوں بعض ضلعوں کے خدام نے مُنہ پھیر لیا اور خود کو ان سے محروم کر لیا۔

اجتماع میں پانچ سالہ نمائندگی کا گوشوارہ اس وقت میرے سامنے ہے۔ اس گوشوارہ کے مطابق ۱۹۶۹ء میں یعنی آج سے پانچ سال پہلے مجلس خدام الاحمدیہ کے اس اجتماع میں ۲۵۰۰ (دو ہزار پانچ صد) خدام شامل ہوئے تھے اور اسکے مقابلہ میں امسال ۴۳۲۹ خدام شامل ہوئے ہیں۔ یہ تعداد دوگنی تو نہیں لیکن قریباً دوگنی ہوگئی ہے۔ لیکن جہاں تک مجالس کی نمائندگی کا تعلق ہے اس سال تعداد میں چند مجالس کم شامل ہوئی ہیں۔ ہوسکتا ہے یہ کمی بعض علاقوں میں سیلاب وغیرہ کی وجہ سے واقع ہوگئی ہو۔ بہرحال مجالس کی کمی ہے اور اگرچہ یہ کوئی زیادہ کمی تو نہیں ہے لیکن ایک مجلس کی کمی بھی مجھے فکر میں ڈالتی ہے اور آپ کو بھی فکر میں ڈالنا چاہیئے۔

اِس سال مجالس کی نمائندگی کا ضلعوار گوشوارہ حسب ذیل ہے :-

۱۔ ضلع راولپنڈی	کی ۱۳	مجالس میں سے	۹
۲۔ " جہلم	" ۱۲	" "	۶
۳۔ " گجرات	" ۲۹	" "	۲۳
۴۔ " کیمبلپور	" ۳	" "	۲
۵۔ " سرگودھا	" ۶۱	" "	۶۰
۶۔ " جھنگ	" ۲۶	" "	۲۲
۷۔ " لائلپور	" ۸۰	" "	۶۴
۸۔ " میانوالی	" ۷	" "	۹

۹۔ " لاہور بہت اچھا رہا ہے۔ وہ اس میں بہت آگے نکل گیا ہے۔ اس ضلع کی مجالس کی کل تعداد ۳۰ ہے اور اس میں سے شامل

ہوئی ہیں۔ اس میں تو کوئی اور ضلع لاہور کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

۱۰- ضلع	سیالکوٹ	کی ۷۷	مجالس	میں سے	۵۶
۱۱- "	گوجرانوالہ	" ۴۴	"	"	۳۳
۱۲- "	شیخوپورہ	" ۵۶	"	"	۳۹
۱۳- "	ملتان	" ۳۰	"	"	۱۸
۱۴- "	ساہیوال	" ۲۷	"	"	۱۸
۱۵- "	مظفر گڑھ	" ۱۲	"	"	۱۱
۱۶- "	ڈیرہ غازیخان	" ۹	"	"	۴
۱۷- "	بہاولپور	" ۱۷	"	"	۷
۱۸- "	بہاولنگر	" ۲۸	"	"	۲۰
۱۹- "	رحیم یارخاں	" ۱۸	"	"	۶

شامل ہوئی ہیں۔

رحیم یارخاں میں بھی چونکہ سیلاب کا بہت زور تھا۔ وہاں ہماری ۱۳/۱۴ جماعتیں سیلاب سے شدید متاثر ہوئی تھیں اس لئے ضلع رحیم یارخاں سے مجالس کی کم نمائندگی کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ بہرحال ۱۸ میں سے ۶ مجالس کی نمائندگی غیر معمولی کمی ظاہر کر رہی ہے۔ اس کا بظاہر سیلاب ہی کو ذمہ وار قرار دیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح بہاولپور کے بعض علاقے ہیں، ڈیرہ غازیخاں کے بعض علاقے ہیں جہاں سیلاب کی وجہ سے نقصان ہوا ہے۔ لیکن ساہیوال کی ۲۷ مجالس میں سے ۱۸ مجالس کی شمولیت اور اسی طرح شیخوپورہ کی ۵۶ مجالس میں سے ۳۹ کی شمولیت خاصی کمی کی نشاندہی کرتی ہے۔ گو ضلع شیخوپورہ کے متعلق تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہاں بھی ۱/۱۲ جماعتیں سیلاب سے متاثر ہوئیں اس لئے نمائندگی پر اثر پڑا لیکن ساہیوال میں تو شاید سیلاب نہیں آیا۔ واللہ اعلم۔

میں نے اپنی پہلی تقریر میں خدام کے سامنے بعض ضروری باتیں رکھی تھیں آج میں اسی کے تسلسل میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اُمتِ محمدیہ کو خیرِ اُمت ہی نہیں ٹھہرایا بلکہ اسے اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ بھی کہا ہے۔ جہاں تک ربّ العالمین کی ربوبیّت کا تعلق ہے، قرآن کریم نے اس مضمون کو جس وضاحت اور حسن حسین پیرایہ میں بیان کیا ہے، پہلی کتب نے نہ اس طرح بیان کیا اور نہ وہ ایسا کر سکتی تھیں کیونکہ پہلے انبیاء میں سے کوئی بھی رحمۃ للعالمین نہیں تھا۔ پہلے انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قوم کے لئے اور محدود زمانوں کے لئے رحمت اور روشنی اور برکات کا موجب ضرور بنے لیکن یہ شرف صرف ہمارے سیّد المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا۔ آپ رحمۃ للعالمین بن کر دُنیا کی طرف مبعوث ہوئے۔ آپ نے جس گروہ اور اُمت کو تربیت دی براہِ راست اپنے زمانہ میں یا بعد میں اپنی قوتِ قدسیہ کے ذریعہ (یعنی روحانی طور پر) تربیت یافتہ وجودوں کی پیدائش کا موجب بنے، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں فنا ہو گئے اور اپنے پیدا کرنے والے رب کی محبت میں غرق ہو گئے

اور ایک نیستی کی چادر اوڑھ لی۔ اور اس طرح انہوں
نے اللہ تعالیٰ سے یہ توفیق پائی کہ وہ خدا کے بندوں
کی خدمت کریں اور پیار سے اُن کے دل جیتیں
اور ان کے اندر ایک عظیم رُوحانی تبدیلی پیدا
کریں تاکہ وہ حقیقی معنوں میں خیرِ اُمّت بن جائیں۔

غرض قرآن کریم ساری دُنیا کیلئے خاتم الکتب
کی حیثیت سے "مبارک" ہو کر آیا ہے یعنی یہ نہ صرف
پہلی تمام صداقتوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے
بلکہ سب بنیادی صداقتوں پر مشتمل ہے یہ اُن کی
ایک حسین تصویر پیش کرتا ہے۔ یہ اُن تمام چیزوں
کا ذکر کرتا ہے جن کی بنی نوع انسان کو قیامت
تک ضرورت پڑنی تھی۔ اس لحاظ سے یہ خاتم الکتب
ٹھہرا کیونکہ یہ اگلی اور پچھلی سب صداقتوں کا جامع
ہے۔ اس طرح اور اسی وجہ سے اُمّتِ محمدیہ وہ اُمّت
بنی جو "اُخْرِجَتْ لِلنَّاس" ہے۔ چنانچہ چودہ سو
سال سے پہلے اس سلسلہ میں عملاً ایک جدوجہد نظر
آرہی ہے جو اُخْرِجَتْ لِلنَّاس کی بشارت
اور اس کی حقیقت کی غماز ہے۔ یہی جدوجہد
اب بھی جاری رہنی چاہیئے تاکہ یہ اُمّت حقیقی
معنے میں "اُخْرِجَتْ لِلنَّاس" بن جائے کیونکہ
اُخْرِجَتْ لِلنَّاس کا کمالِ جلوہ یہ ہے کہ اُمّت
مُسلمہ کے دائرہ سے باہر سوائے چوہڑے
چماروں کے اور کوئی باقی نہ رہے اور ایسا دن
جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے
آنے والا ہے۔ یعنی یہ پیشگوئی پوری ہوگی کہ یہ
اُمّت حقیقۃً اور عملاً بھی (ویسے تو کسی نہ کسی شکل میں
ہمیشہ ہی اُخْرِجَتْ لِلنَّاس رہی ہے) تمام
نوعِ انسانی کے لئے خیر و برکت کا موجب بن جائے۔
اس کی خیر اور اس کی برکات سے فائدہ اُٹھا کر تمام
نوع انسانی اُمّتِ واحدہ مُسلمہ بن جائیں۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اسلام کی نشأۃِ
ثانیہ میں یعنی آخری زمانہ میں اُمّتِ واحدہ کا ظہور
مقدّر ہے اور یہ آخری زمانہ مہدی معہود کا زمانہ
ہے۔ چنانچہ پہلے نوشتوں میں بھی، قرآن کریم کی آیات
میں بھی اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات
میں بھی اس طرف اشارہ موجود ہے کہ ایک وقت
ایسا آئے گا اور وہ زمانہ قربِ قیامت کا زمانہ ہوگا
اور اسلئے اُمّتِ محمدیہ کا آخری دَور ہوگا جبکہ مہدی
معہود مبعوث ہوگا اور شیطان سے آخری مذہبی
اور رُوحانی جنگ لڑی جائے گی۔

مَیں نے اپنی بہنوں کو بھی اس طرف توجہ دلائی
تھی۔ اور اسی بڑے قصّے کو مختصر کر کے اپنے بچوں کو بھی
بتایا تھا کہ ہے تو یہ قصّہ طویل کیونکہ اس کا آغاز حضرت
آدمؑ کی بعثت سے ہوا۔ حضرت آدمؑ کی بعثت کے
وقت انسان پر جو پہلی شرعی وحی نازل ہوئی تھی جس نے بعض
انسانوں کے گروہ کو اکٹھا کیا تھا اور خدا تعالیٰ کی
ہدایت اور نور سے روشناس کرایا تھا وہی انسان اور
شیطان میں وجہ مخاصمت بن گئی۔ چنانچہ اس وقت
شیطان نے خدا سے یہ اجازت مانگی تھی کہ میں تیرے
بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا۔

غرض حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک
انسان اور شیطان کے درمیان یہ جنگ جاری ہے۔
الٰہی نوشتوں میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ جنگ مہدی معہود کے
زمانہ میں آخری مرحلے میں داخل ہو گی شیطان کے
ساتھ خدا کے نیک بندوں کی آخری جنگ مہدی معہود
کے زمانہ میں لڑی جائے گی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام نے ایک جگہ اس کے متعلق فرمایا ہے:۔

"جب سے کہ خدا نے انسان کو
بنایا ہے اس کا قانونِ قدرت
یہی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ وہ نوعِ
انسان میں ایک وحدتِ نوعی پیدا
کرنے کے لئے اُن میں سے ایک
شخص پر ضرورت کے وقت میں
اپنی معرفتِ تامہ کا نور ڈالتا ہے
اور اُس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے
مشرف کرتا ہے اور اپنی کامل
محبت کا جام اُس کو پلاتا ہے
اور اس کو اپنی پسندیدہ راہ کی
پوری بصیرت بخشتا ہے اور
اُس کے دل میں جوش ڈالتا ہے
کہ تا وہ دوسروں کو بھی اس نور
اور بصیرت اور محبت کی طرف
کھینچے جو اس کو عطا کی گئی ہے اور
اس طرح پر باقی لوگ اس سے تعلق
پیدا کر کے اور اسی کے وجود میں
شمار ہو کر اور اس کی معرفت سے
حصہ لے کر گناہوں سے بچتے اور
تقویٰ طہارت میں ترقی کرتے ہیں۔
اسی قانونِ قدیم کے لحاظ سے خدا
نے اپنے پاک نبیوں کی معرفت یہ
خبر دی ہے کہ جب آدم کے وقت
سے چھ ہزار برس قریب الاختتام
ہو جائیں گے تو زمین پر بڑی تاریکی
پھیل جائے گی اور گناہوں کا سیلاب
پورے زور سے بہنے لگے گا اور
خدا کی محبت دلوں میں بہت کم
اور کالعدم ہو جائے گی۔ تب خدا
محض آسمان سے بغیر زمینی اسباب
کے آدم کی طرح اپنی طرف سے
روحانی طور پر ایک شخص میں سچائی
اور محبت اور معرفت کی رُوح
پھونکے گا اور وہ مسیح بھی کہلائیگا
کیونکہ خدا اپنے ہاتھ سے اُسکی رُوح
پر اپنی ذاتی محبت کا عطر ملے گا اور
وعدہ کا مسیح جس کو دوسرے لفظوں
میں خدا کی کتابوں میں مسیح موعود بھی
کہا گیا ہے شیطان کے مقابل پر
کھڑا کیا جائے گا اور شیطانی لشکر
اور مسیح میں یہ آخری جنگ ہوگا
اور شیطان اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ

اور تمام ذرّیت کے ساتھ، اور
تمام تدبیروں کے ساتھ، اس
دن روحانی جنگ کے لئے تیار
ہو کر آئے گا اور دُنیا میں شرّ اور
خیر میں کبھی ایسی لڑائی نہیں ہوئی
ہوگی جیسے کہ اُس دن ہوگی کیونکہ
اُس دن شیطان کے مکائد اور
شیطانی علوم انتہا تک پہنچ
جائیں گے اور جن تمام طریقوں
سے شیطان گمراہ کرسکتا ہے وہ
تمام طریق اُس دن مہیا ہو جائیں گے
تب سخت لڑائی کے بعد جو ایک
روحانی لڑائی ہے خدا کے مسیح کو
فتح ہوگی اور شیطانی قوتیں ہلاک
ہو جائیں گی اور ایک مدّت تک
خدا کا جلال اور عظمت اور پاکیزگی
اور توحید زمین پر پھیلتی جائے گی
اور وہ مدّت پورا ہزار برس ہے
جو ساتواں دن کہلاتا ہے۔ بعد
اس کے دُنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔
سو وہ مسیح مَیں ہوں اگر کوئی چاہے
تو قبول کرے۔"

(لیکچر لاہور صفحہ ۳۲-۳۳۔ روحانی خزائن
جلد ۲۰ صفحہ ۱۷۲، صفحہ ۱۷۳)

یہی وہ آخری جنگ ہے جو شر اور خیر کے
درمیان لڑی جانے والی ہے۔ یہی وہ آخری جنگ
ہے جس میں اسلام نے تمام ادیانِ باطلہ پر غلبہ
حاصل کرنا ہے۔ یہی وہ جنگ ہے جو آخری ہے
اس معنی میں کہ اس کے بعد بیرونی محاذ پر اسلام کی
کوئی جنگ نہیں لڑی جائے گی۔ کیونکہ بیرونی محاذ
ہی ختم کردیا جائے گا۔ چنانچہ یہ وہ آخری جنگ
ہے جس میں شر کی یلغار کا آغاز قریباً انیسویں صدی
میں ہوا اور جس میں روز بروز شدّت پیدا ہوتی
چلی گئی۔ یہاں تک کہ جب مہدیٔ معہود کی بعثت
ہوئی تو اس وقت اسلام کے خلاف حملہ اپنے پورے
عروج پر پہنچ چکا تھا۔ اسلام کے خلاف ادیانِ باطلہ
کا ایسا خطرناک حملہ تھا کہ ہم اس کا تصوّر بھی نہیں
کرسکتے۔ گویا ساری دُنیا اسلام کے خلاف صف آراء
تھی۔ ایک طرف دہریت تھی، دوسری طرف یہودیت
تھی، تیسری طرف عیسائیت تھی اور چوتھی طرف
ہندو اور دوسرے گروہ تھے جو اسلام سے سخت
عناد رکھتے اور اسے صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہتے
تھے۔ گویا تمام ادیانِ باطلہ نے مل کر اور شرک اور
دہریت کو ساتھ ملا کر اسلام پر ایک زبردست ہلّہ
بول دیا تھا اور ایک زبردست یلغار کردی تھی۔
—— ایسی زبردست یلغار کہ خود یلغار کرنیوالوں کو
اُس وقت یہ یقین ہو گیا تھا کہ وہ اسلام کو مٹا دینے
میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس حد تک یقین تھا کہ
پادری عماد الدین جو کبھی ایک بہت بڑے بزرگ
مولوی سمجھے جاتے تھے اور بعد میں عیسائی ہو گئے

انہوں نے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ ملک ہند میں
عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ اگر کسی کے دل
میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ مسلمان کو دیکھے تو اس کی
یہ خواہش پوری نہ ہو سکے گی۔ کیونکہ ایک مسلمان بھی
ملک ہند میں باقی نہیں رہے گا۔ براعظم افریقہ کے
متعلق عیسائیوں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ یہ تو مسیح
کی جھولی میں ہے مگر جب مہدی معہود کی بعثت ہوئی
تو ہندوستان سے مسلمانوں کو مٹانے اور افریقہ
کو اپنے خداوند یسوع مسیح کے قدموں پر گرا ہوا پانے
کے خواب دیکھنے والوں کے منصوبے دھرے کے
دھرے رہ گئے۔ عیسائیوں نے صرف ہندوستان
اور افریقہ کے متعلق خواب نہیں دیکھے تھے بلکہ انہوں
نے تو یہ خواب بھی دیکھا تھا کہ مکہ اور مدینہ پر خداوند
یسوع مسیح کا جھنڈا لہرائے گا۔ اُنہوں نے کیوں
ایسے خواب دیکھے۔ اس لئے کہ اُن کا حملہ بڑا سخت
تھا۔ اُن کا حملہ اتنا زبردست تھا کہ جیسا کہ میں نے
ابھی بتایا ہے انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔
اب بھی جب ہم سوچتے ہیں تو ہمارے جسم کے رونگٹے
کھڑے ہو جاتے ہیں۔

غرض شیطانی طاقتوں کی حملہ آور فوج بڑی زبردست
تھی مگر اسلام کی مدافعت کرنے والا ایک شخص بھی نہیں
تھا۔ اِلّا ماشاء اللہ کہیں کہیں چھوٹے چھوٹے گروہ تھے
جن میں دشمن سے تاب مقابلہ نہ تھی۔ اسلئے جب مقابلہ
ہی نہ ہو، جب سرحدوں کی چوکیاں خالی پڑی ہوں اور
دشمن زبردست ہو تو وہ یہی اندازہ لگایا کرتا ہے کہ
وہ جیت جائے گا۔ عین اس وقت جب دنیا کی ظاہر بین
نگاہ نے اسلام کو مٹتے ہوئے دیکھا، آسمان سے
آواز آئی کہ ہم مہدی معہود کو کھڑا کر رہے ہیں اور
اب تم عیسائیت اور دیگر مخالفوں کے ساتھ اس کا
مقابلہ دیکھو۔ ...

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عین ضرورت
کے وقت مبعوث ہوئے۔ آپ کو یہ روحانی جنگ
لڑنے کے لئے جو ہتھیار دیئے گئے اُن میں دفاعی ہتھیار
بھی تھے یعنی اسلام پر جو اعتراضات ہو رہے تھے آپ
نے منقولی اور معقولی رنگ میں اُن کے جوابات دیئے۔
آپ نے اسلام کے دفاع کے ساتھ ساتھ ادیانِ باطلہ
کے خلاف جارحانہ کارروائی بھی کی۔ آپ کو روحانی
طور پر جو اعجاز بخشا گیا تھا اُس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکا
ہندوؤں کی طرف سے "لیکھرام" اور عیسائیوں کی طرف
سے "ڈوئی" بھی اسلام پر حملہ آور افواج کے سالار تھے مگر
وہ ہلاک ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت
کا نشان بن گئے۔ علاوہ اور نشانوں کے یہ دو نشان
بھی ثابت کر گئے کہ ہندوؤں اور عیسائیوں کے نمائندے
اللہ کے قہر کے طمانچے کی زد میں ہیں۔ وہ اسلام پر فتح
حاصل نہیں کر سکتے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے
ساتھ اسلام کے خلاف ادیانِ باطلہ بالخصوص عیسائیت
کی یلغار روک دی گئی، اُن کا حملہ پسپا کر دیا گیا۔
آج دنیا کو نظر آ رہا ہے۔ اُس شخص کو بھی نظر آ رہا ہے
جو یہ سمجھتا تھا کہ افریقہ کا براعظم اُن کی جیب میں ہے

عیسائیت پسپا ہو رہی ہے۔ چنانچہ عیسائیوں کی بڑی بڑی بڑی بین الاقوامی کانفرنسوں میں یہ رونا رویا جا رہا ہے (ہمارے پاس ان کے حوالے موجود ہیں) کہ بڑا ظلم ہو گیا وہ افریقہ جسے ہم نے اپنی جیب میں سمجھ رکھا تھا وہاں کی یہ حالت ہے کہ ہم ایک عیسائی بناتے ہیں اور احمدیت اس کے مقابلے میں دس مسلمان بنا رہی ہے۔

پس یہ وہ حملہ آور فوج تھی جسے یہ وہم ہو گیا تھا کہ وہ اسلام کو ملیا میٹ کر دے گی، وہ اسلام کا نام و نشان مٹا دے گی مگر وہ پسپا ہوئی اور دشمنوں کے منصوبے ناکام ہوئے۔ لیکن ہمارا کام ختم نہیں ہوا کیونکہ مہدی معہود کے ذمہ دو کام تھے۔ ایک اسلام کا دفاع کرنا ۔۔۔ ایسا دفاع کہ اس سے بہتر اور مؤثر دفاع ممکن نہ ہو۔ اور دوسرے ادیانِ باطلہ پر جارحانہ حملہ کرنا (روحانی طور پر حملہ کرنا مراد ہے ڈنڈے کے زور سے نہیں) یعنی روحانی طور پر ادیانِ باطلہ کے خلاف یلغار کرنا۔ یہاں تک کہ ساری دنیا کے ادیان کے مقابلہ میں، ساری دنیا کی دہریت کے مقابلہ میں اور ساری دنیا کے شرک کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو جانا اور دشمنانِ اسلام کی افواج کو پسپا کر کے شاہراہِ غلبۂ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتے چلے جانا حتّٰی کہ اس کرۂ ارض پر اسلام کے دشمنوں کے لئے کوئی جگہ باقی نہ رہے اور اسلام دنیا کے کناروں تک پھیل جائے اور اسلام کا نور ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے اور دنیا کا ہر دل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حسین تعلیم کا گرویدہ ہو کر آپ کے قدموں میں آ گرے اور خدائے واحد و یگانہ کی توحید کا پرستار بن جائے۔ اور ہمارے رب اور اس دنیا کے رب ۔۔۔ جو ربّ العٰلمین ہے، رحمٰن اور رحیم ہے اور مالک یوم الدین ہے جس کا مالکانہ تصرف اس عالمین کے ذرہ ذرہ میں کارفرما ہے اس کی توحید کا جھنڈا ہر سینہ میں گاڑ دیا جائے اور ہر ذہن نورِ اسلام سے منور ہو جائے۔ ہر شخص نورِ فراست پانے والا اور خدا کے سامنے جھک کر خدا سے اس کے پیار اور اس کی رحمتوں کو حاصل کرنے والا بن جائے۔

غرض یہ وہ عظیم الشان مہم ہے جو حضرت مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ شروع ہو چکی ہے ۔۔۔ وہ بگل بجا دیا گیا جو گویا ابتداء تھی غلبۂ اسلام کی مہم کی۔ اور اب غلبۂ اسلام کی شاہراہ پر ہم ہر روز آگے ہی آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اور اس کی رحمتوں سے اور اس کی بشارتوں کے عین مطابق، وہ دن جلد طلوع ہونے والا ہے کہ جب دنیا میں سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب نہیں ہو گا اور سوائے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا کا اور کوئی محبوب باقی نہیں رہے گا۔ خدائے واحد و یگانہ کی پرستش ہو گی اور اسی پر دل نثار ہو گا اور اسی منبع فیوض سے خدا کا بندہ ہر رحمت اور ہر فیض حاصل کرے گا۔

پس یہ وہ جنگ ہے جو دیگر مذاہب اور

اسلام کے درمیان جاری ہے۔ اس جنگ کو فتح کرنے کے لئے ہم سب کو تیار کیا جا رہا ہے۔ یہ وہ عظیم الشان ذمہ داری ہے جسے ہم نے بہرحال نباہنا ہے۔ اسی لئے میں نے اپنی بہنوں اور بچوں سے کہا تھا کہ ہم ان کو مفلوج نہیں دیکھنا چاہتے کیونکہ جماعت احمدیہ ایک مفلوج کی حیثیت سے نہ یہ جنگ لڑ سکتی ہے اور نہ یہ جنگ جیت سکتی ہے۔ اسلام کے نزدیک مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں۔ برکات کے حصول کے لحاظ سے بھی اور ذمہ داریوں کے بوجھ کو اٹھانے کے لحاظ سے بھی دونوں ایک مقام پر کھڑے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم کہتا ہے:۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ
أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيٰوةً طَيِّبَةً ؕ

(النحل : ۹۸)

یعنی نیکی کے حصول میں مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس لئے اسلام کی اس آخری جنگ کو جیتنے کے لئے مردوں اور عورتوں کو شانہ بشانہ کام کرنا پڑے گا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جماعت احمدیہ ایک چھوٹی سی جماعت ہے جس پر ایک بہت بڑی مہم سر کرنے کی ذمہ داری عائد کر دی گئی ہے۔ یہ اتنی عظیم جنگ ہے کہ تمام دنیا اسلام کو مٹانے کے درپے اور کھلم کھلا حملہ آور ہے۔ یہ جنگ اتنی عظیم جنگ ہے کہ انسانی تاریخ میں اتنی بڑی جنگ پہلے کبھی نہیں لڑی گئی۔

ساری دنیا کی طاقتیں اس روحانی جنگ میں اسلام کے مقابل پر آگئی ہیں۔ دنیوی جنگوں میں تو بعض علاقے باہر رہ جاتے ہیں۔ پچھلی دو جنگیں عالمگیر جنگیں کہلاتی ہیں ان میں بھی دنیا کے کئی حصے شامل نہیں ہوئے تھے۔ میرے خیال میں تو دنیا کا صرف ½ حصہ عملاً شامل ہوا تھا مگر یہ وہ جنگ ہے جس میں ساری دنیا حصہ لینے والی ہے اور اس کا مقابلہ کرنے والی جماعت احمدیہ ایک چھوٹی سی جماعت ہے جو کسی ملک میں زیادہ ہے اور کسی میں کم۔ پانچ اس ملک میں ہیں اور پانچ ہزار اس ملک میں اور پانچ لاکھ تیسرے ملک میں ہیں۔ غرض ساری دنیا میں بکھری ہوئی ایک چھوٹی سی جماعت ہے لیکن اس کے مقابلے میں ساری دنیا کی مذہبی اور نظریاتی طاقتیں اکٹھی ہو گئی ہیں اور وہ اسلام کو مٹا دینا چاہتی ہیں۔ کیا ایسی صورت میں ہم ایک لمحہ کے لئے بھی سستی اور غفلت برت سکتے ہیں؟ نہیں۔ ہرگز نہیں۔

پھر میں نے بچوں سے بھی کہا تھا کہ وہ شیطان سے آخری جنگ لڑنے کے لئے تربیت حاصل کر رہے ہیں اور کل انہوں نے اگلی صفوں میں داخل ہو جانا ہے۔ مجھے پتہ لگا تو میں بڑا خوش ہوا کہ بچے صبح اٹھ کر یہی نعرے لگا رہے تھے کہ وہ شیطان سے آخری جنگ لڑیں گے۔

پس یہ کوئی بھولنے والی چیز نہیں ہے۔ یہ ایک بہت زبردست واقعہ ہے جو دنیا میں رونما ہو چکا ہے۔ اگر کسی گھر میں یا کسی خاندان میں ایک بابرکت والا بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو برسوں اسے یاد رکھا جاتا

ہے تو پھر دُنیا میں یہ جو عظیم واقعہ رونما ہو چکا ہے یعنی مہدی معہود مبعوث ہو گئے اور مسیح موعود آ گئے، اسے کوئی معمولی واقعہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ یہ تو وہ عظیم الشان واقعہ ہے جس کے ساتھ یہ اعلان ہوا تھا کہ وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب اور فاتح جرنیل ہو گا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کو کہ تمام ادیانِ باطلہ مغلوب ہو جائیں گے پورا کرے گا۔ اور اسلام کو ساری دُنیا پر غالب کر دے گا۔ اب یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔

غرض بڑی اہم ہے یہ جنگ اور بڑا اہم ہے یہ جہاد ـــ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دُنیا میں کبھی اس قسم کا جہاد نہیں کیا گیا۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودہ سَو سالہ زمانہ یونہی نہیں گزر گیا بلکہ اس میں آہستہ آہستہ تربیت کا سلسلہ جاری رہا۔ دُنیا میں کبھی کسی جگہ اور کبھی کسی جگہ یہ مہم جاری رہی کبھی افریقہ میں، کبھی یورپ میں اور کبھی ایشیا میں ذہنِ انسانی کی تربیت ہوتی رہی۔ چنانچہ جب ذہنِ انسانی اور نسلِ انسانی اس بات کے قابل ہو گئی کہ وہ اسلام کی اس رُوحانی فوج میں بطور ایک فاتح سپاہی کے شامل ہو کر حصّہ لے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب مہدیٔ معہود کی بعثت ہوئی۔ حضرت مہدی معہود علیہ السلام نے اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس جنگ کے خاتمہ اور آخری فتح کے سامان پیدا کرنے تھے ـــ گو یہ جنگ تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن کریم کے نزول کے ساتھ ہی شروع ہو گئی تھی لیکن ظاہر ہے جس وقت جنگ شروع ہوتی ہے اسی وقت فتح تو نہیں ہو سکتی۔ عالمگیر جنگیں سالہا سال تک چلیں۔ عرب میں قبائل کی چھوٹی چھوٹی جنگیں ۴۰، ۵۰ اور ۷۰، ۷۰ سال تک چلتی تھیں۔ مگر یہ تو کوئی چھوٹی جنگ نہیں تھی۔ یہ تو شیطان سے آخری جنگ تھی جس کی ابتداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ہوئی۔ آپؐ نے اس کے خلاف کامیاب آغاز فرمایا۔ اور پھر چودہ سَو سال کے ایک لمبے زمانہ پر پھیلی ہوئی کشمکش اور مجاہدہ کے بعد اس کی انتہاء اور کامیاب خاتمہ مہدی معہود کے زمانہ میں مقدر تھا۔ اس کے بعد اسلام کے سوا دُنیا میں کوئی مذہب باقی نہیں رہے گا اور قرآن کریم کے سوا کوئی کتاب نہیں رہے گی کیونکہ یہی ایک کامل مذہب اور کامل شریعت ہے۔

پس یہ زمانہ ایسا نہیں جس میں ہم ذرا بھی غفلت برتیں اور سُستی سے کام لیں۔ اس لئے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنے بچّوں کو سنبھالیں، اُن کی بہترین رنگ میں تربیت کریں تاکہ جب اُن کے کام کرنے کا وقت آئے تو وہ بھی اسلام کی اس جنگ میں شیطان کے خلاف ڈٹ جائیں اور اپنی صفوں میں کوئی رخنہ نہ پیدا ہونے دیں۔ کیونکہ جس طرح دنیوی جنگوں میں لوگ شہید ہو جاتے ہیں اسی طرح اس

روحانی جنگ میں بھی شہید ہو جاتے ہیں۔ دراصل شہید صرف وہی شخص نہیں ہوتا جس نے خدا کی راہ میں تلوار سے اپنی گردن کٹوا دی ہو۔ شہید وہ بھی ہوتا ہے اور زیادہ بڑا شہید ہوتا ہے جس نے خدا کی راہ میں زندگی وقف کر دی ہو اور اس کی زندگی کا ہر لمحہ خدا کی راہ میں قربان ہوتا رہا ہو۔ اگر جان دینے کا سوال پیدا ہوتا تو یہ بھی اس کے لئے کوئی مشکل بات نہ تھی کیونکہ اس نے جان سے زیادہ عزیز چیزیں خدا کی راہ میں قربان کر دیں۔ پس میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب صفِ اول میں شہید ہوں گے۔ خدا کی راہ میں قربان ہوں گے تو اُن کی جگہ لینے کے لئے دوسروں کو تیار ہونا چاہئیے تاکہ ہماری صفوں میں کوئی رخنہ پیدا نہ ہو۔ اس وقت ہماری صفوں میں وسعت پیدا ہو رہی ہے جماعت احمدیہ کی حرکت میں تیزی پیدا ہو رہی ہے۔ یہ حرکت متوازی نہیں ہے بلکہ ہر قدم وسعت پیدا کر رہا ہے۔ اس میں پھیلاؤ ہے۔ اس کی حرکت میں تیزی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری صفِ اول کی لمبائی ہر لمحہ بڑھتی چلی جا رہی ہے اور ہمیں ہر لمحہ خدا کی راہ میں فدا ہونے والوں کی ضرورت ہے، جو اسلام اور شیطان کی اس آخری جنگ میں کامیابی سے اور فاتحانہ رنگ میں حصہ لے سکیں اسلئے ہمارے بچوں کی (جو تعداد میں بہرحال ہم سے زیادہ ہیں) تربیت ہونی چاہئیے تاکہ ہماری صفوں میں کسی وقت بھی کوئی رخنہ رونما نہ ہو۔

علاوہ ازیں ہماری ماں اور ہماری بیوی، ہماری بہن اور ہماری بچی کو بھی اس صف میں ہمارے پہلو بہ پہلو کھڑا ہونا چاہئیے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ہماری عورت (جس کی تعداد ۵۰ فیصد ہے) وہ تو مفلوج ہو کر چارپائی پر پڑی ہو اور ہم یہ گمان کریں کہ ہم اس جنگ کو جو اتنی اہم اور اتنی عظیم جنگ ہے اور بہت بڑی قربانیوں کا مطالبہ کرنے والی جنگ ہے، اس کو ہم جیت لیں گے۔ آنحالیکہ ہم آدھے جسم کے ساتھ اس کے خلاف صف آراء ہوں۔ یہ تو ناممکن ہے۔ اس لئے اس روحانی جنگ میں ہمیں لازماً عورتوں کو بھی شامل کرنا پڑے گا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کبھی مفلوج کو بھی کسی نے بھرتی کیا ہے؟ ظاہر ہے فوج میں تو اُسی شخص کو لیا جاتا ہے جو صحت مند ہو۔ اس لئے اگر ہم نے اجتماعی طور پر ترقی کرنی ہے اور پوری جماعت کو آگے بڑھنا ہے تو عورتوں کی تعلیم و تربیت ضروری ہے۔

مَیں نے عورتوں کے اجتماع میں کہا تھا کہ مَیں مردوں سے کہوں گا کہ وہ عورتوں کو سمجھائیں اور اُن کی تربیت کریں۔ اس لئے مَیں خدام سے بھی یہ کہتا ہوں کہ وہ اپنی ماؤں کو سمجھائیں، اپنی بہنوں کو سمجھائیں، اور جو خدام شادی شدہ ہیں وہ اپنی بیویوں کو سمجھائیں۔ یہ مسئلہ بڑا نازک ہے یاد رکھو ہم اپنی عورتوں کو عضوِ معطل بنا کر گھروں میں نہیں بٹھا سکتے۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ ہم ان کو شیطان کی بیٹی بنا کر شیطان کی گود میں بھی نہیں بھیج سکتے۔

ہماری عورتوں کو میدانِ جہاد میں نکلنا بھی پڑے گا مگر شیطان کی آنکھ اس کے چہرے کو کبھی نہیں دیکھ سکے گی۔ اس کو پردہ بھی کرنا پڑے گا۔ اس کو مردوں کے شانہ بشانہ کام بھی کرنا ہوگا۔ کیا صحابیاتؓ میدانِ جنگ میں نہیں جاتی تھیں؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہراتؓ جنگ میں شامل نہیں ہوتی تھیں؟ وہ شامل ہوتی تھیں لیکن پورے وقار کے ساتھ۔ وہ جنگ میں حصہ لیتی تھیں لیکن پورے تدبّر کے ساتھ۔ وہ جنگ میں شریک ہوتی تھیں اور ایک عمدہ نمونہ دکھاتی تھیں۔ اسی طرح اب ہماری عورتوں کو بھی اس روحانی جنگ میں بہترین نمونہ بن کر شامل ہونا پڑے گا اور مردوں کے ساتھ باوقار طریق پر باہر نکلنا پڑے گا۔ اسلام نے عورتوں کے لئے گھروں ہی میں جگہ مقرر نہیں کی۔ اسلام کا یہ منشاء نہیں ہے کہ عورتیں گھروں ہی میں بند رہیں اور روٹیاں پکانے اور اپنے خاوندوں کی مٹھیاں بھرنے میں لگی رہیں۔ اُن کا یہی کام نہیں ہے ہمیں اُن کے لئے یہ سوچنا پڑے گا کہ انہیں دینی کاموں میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کا موقع ملے۔ تاہم اس میں شک نہیں ہے کہ گھر کا کام کاج کرنا بھی عورت کی ذمہ داری ہے۔ گھر کے کام بھی اُسے کرنے ہوں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ تدبیر کرنی ہوگی کہ اُسے زیادہ سے زیادہ وقت ملے قرآن کریم کے پڑھنے کا اور قرآن کریم کے علوم سیکھنے کا، میدانِ جہاد میں نکلنے کا اور جب کبھی وہ اپنے مبلغ خاوند کے ساتھ باہر جائے تو اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں مضامین لکھنے کا اور دشمنانِ اسلام کے اعتراضات کے جواب دینے کا۔ غرض تبلیغ و اشاعتِ اسلام کی عالمگیر مہم میں عورتوں کو شریک کرنے کے لئے اُن میں وہی خصوصیات اور وہی رُوح پیدا کرنی ہوگی جو صحابیاتؓ میں کارفرما تھی۔

مبلغوں کے ساتھ اُن کی بیویوں کو باہر نہ بھجوانے کی گو اور بھی بہت سی مصلحتیں تھیں لیکن مجھے مجبوراً اور دُکھی دل کے ساتھ یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ میں مبلغ کے ساتھ اس کی بیوی بھجوانے کی اجازت نہیں دوں گا اس لئے کہ بعض مبلغوں کی بیویوں نے بیرونی ممالک میں بہت گندہ نمونہ دکھایا۔ ایسی عورتیں بجائے خود مجاہدہ بننے کے اس فوج کو جو دشمن کے خلاف صف آرا تھی اس کو بدنام کرنے والی اور کمزور بنانے والی بن گئیں لیکن میرا بھی اور آپ کا بھی یہ دُکھ دُور ہونا چاہیئے۔ تاکہ میں بشاشت کے ساتھ ان کے باہر جانے کی منظوری دے سکوں۔

جیسا کہ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ بتایا ہے ہماری ایک مجاہدہ (جسے دوبارہ باہر بھجوایا گیا ہے) غانا میں بہت اچھا کام کر رہی ہے۔ حتیٰ کہ جب میں نے ۱۹۷۰ء میں مغربی افریقہ کا دورہ کیا تو میرے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوگیا کہ ہمارے بعض مبلغ اُس سے اچھا بھی کام کر رہے ہیں یا نہیں۔ میں نے دیکھا وہ بچوں کو قرآن کریم پڑھاتیں اور اُن کی زبان میں

اس کے مطالب سمجھاتی تھیں۔ ہماری اس مجاہدہ نے بڑی پیاری بات کی۔ کہنے لگیں جب مجھے میرے خاوند کے ساتھ یہاں بھیج دیا گیا تو سوائے پنجابی اور تھوڑی سی اُردو کے مجھے اور کوئی زبان نہیں آتی تھی۔ مَیں نے یہاں آکر سوچا (یہ اُن کا اپنا بیان ہے) کہ مجھے کوئی زبان تو سیکھنی چاہیئے۔ انگریزی سیکھوں جو یہاں کام آتی ہے یا خود ان کی مقامی زبان سیکھوں جو بچوں کی تعلیم و تربیت میں کام آسکتی ہے۔ چنانچہ میرے دماغ نے فیصلہ کیا کہ مَیں یہاں کی مقامی زبان سیکھوں۔ مَیں نے جلد ہی مقامی زبان سیکھ لی اور بچوں کو قرآن کریم، اس کا ترجمہ اور تفسیری معنے سکھانے شروع کر دیئے۔ چنانچہ اس طرح ہماری اس مجاہدہ نے تربیت کے میدان میں ایک نہایت اہم کردار ادا کیا۔ ویسی عورت ہو تو ہم اس کو ہزار بار باہر بھجوانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اگر مرد بیچارے مظلوم افریقنوں میں یہ لیکچر دے رہا ہو کہ ہم محمد اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ربّ العالمین کی محبت کا پیغام تمہارے پاس لیکر آئے ہیں اور ان کی بیویاں گھروں میں یہ نمونہ دکھا رہی ہوں کہ جس چارپائی پر ایک افریقن بیٹھ جائے اس پر وہ عورت نہ بیٹھے تو پھر کیسے کام چلے گا۔

پس اگر ہماری عورت حقیقی معنوں میں مجاہدہ بن جائے تو ہم اس کے لئے سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اگر وہ سمجھتی ہے کہ مَیں ایک مبلغ کی بیوی ہوں اس لئے مَیں جو مرضی کروں میری گرفت نہیں ہونی چاہیئے۔ تو یہ تو نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آخری جنگ کے لڑنے کے لئے خلافت کا ایک سلسلہ جماعت احمدیہ میں قائم کیا ہے اس لئے ایسی مستورات کے ساتھ نرمی کا برتاؤ نہیں کیا جائے گا۔

غرض مَیں نے لجنہ کے اجتماع میں کہا تھا کہ مَیں مردوں سے کہوں گا کہ وہ تمہاری تربیت کریں۔ اس سلسلہ میں پہلے مَیں خدام سے یہ کہوں گا کہ اُن میں سے بہت سے شادی شدہ ہیں۔ اگر شادی شدہ نہیں تب بھی بہت سے خدام سمجھدار ہیں وہ اپنے گھروں میں جاکر عورتوں کو سمجھائیں اور ان کو بتائیں کہ تمہارا یہ مقام ہے۔ تم نے اسلام کی اس آخری جنگ میں مردوں کے شانہ بشانہ لڑنا ہے۔ پس یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں ہمیں ایک لمحہ کے لئے غافل نہیں ہونا چاہیئے ورنہ ہم اس جنگ کو کس طرح جیت سکتے ہیں۔

ہمارے کئی احمدی دوست سوچنے لگ جاتے ہیں (کچھ تو ویسے ہی کمزور ہو جاتے ہیں۔ الٰہی بشارتوں کے پورا ہونے پر اُن کو کامل یقین نہیں رہتا) اور کہتے ہیں کہ ساری دُنیا کے ہتھیار غیر مسلموں کے پاس ہیں ہم کیسے کامیاب ہوں گے۔ مگر ایسے لوگ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پر نگاہ نہیں ڈالتے جتنا اب فرق ہے اُس زمانہ میں شاید کچھ زیادہ ہی تھا۔ عرب کے غریب لوگ تھے اُن کا معاشرہ غریبانہ تھا۔ وہ اونٹوں کا دودھ پی کر اپنی زندگیاں گزارتے تھے۔ بایں ہمہ انہوں نے کبھی یہ نہ سوچا تھا کہ ساری دُنیا کے خزانے تو کسریٰ کے پاس جمع ہیں، ساری دُنیا کی دولت تو قیصر نے

سمیٹ رکھی ہے ہم کیسے کامیاب ہوں گے۔ انہوں نے صرف ایک بات سوچی تھی اور وہی بات ہمیں بھی سوچنی پڑے گی کہ خدا نے کہا ہے کہ تم غالب آؤ گے اس لئے ہم غالب آئیں گے۔ دولت نہیں تو کیا ہوا، سیاسی اقتدار نہیں تو کیا فرق پڑتا ہے۔ خدا تعالیٰ جو ہر چیز پر قادرانہ تصرف رکھتا ہے اور جو اصل مالک ہے تمام خزانوں کا اُس نے کہا ہے تم جیتو گے اس لئے ہم جیتیں گے۔ مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ اُسی خدا نے جس نے ابتدائے اسلام میں اسلام کو ساری معروف دُنیا میں غالب کر دیا تھا وہ اب بھی اسلام کو غلبہ عطا کریگا۔ کیونکہ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت دے رکھی ہے کہ اسلام کا آخری غلبہ مہدی معہود کے زمانہ میں مقدر ہے۔ اس کے بعد ساری جنگیں ختم ہو جائیں گی۔ مَیں یہ بھی کہتا ہوں کہ اس حدیث کی (کہ مہدی جنگوں کو ختم کر دے گا) ایک تشریح یہ بھی ہے کہ وہ جنگوں کو ختم کر دے گا اس معنی میں کہ اسلام کا نہ کوئی معاند باقی رہے گا نہ کوئی مقابلہ میں فوج ہوگی اور نہ لڑائی کا سوال پیدا ہوگا۔ کیونکہ آخری لڑائی جیت لی جائے گی اسلام ساری دُنیا پر غالب آجائے گا تو پھر بیرونی محاذ بھی ختم ہو جائے گا۔ گویا یہ حدیث اسلام کے آخری غلبہ کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے آج شیطان اپنے سارے ملائک کے ساتھ میدان میں آگیا ہے اور اسلام کے خلاف ہر جگہ رخنے ڈال رہا ہے۔ چنانچہ مَیں تو اپنوں سے بھی، پاکستانی بھائیوں سے بھی اور دُنیا کے سارے انسانوں سے بھی یہ کہوں گا کہ تم ہمارے سامنے سرمایہ داری کی باتیں نہ کرو کیونکہ جسمانی قوتوں کی نشوونما کے بعد بھی سرمایہ داری جو کچھ سوچ سکی اس سے کہیں زیادہ حسین اور کہیں زیادہ اچھی اور کامیاب ہونے والی تعلیم تو اسلام نے ہمیں دی ہے۔ اسی طرح ہمارے سامنے روسی اشتراکیت کی بات نہ کرو کیونکہ روسی اشتراکیت سے کہیں زیادہ حسین اسلامی تعلیم ہے جس کے سامنے اشتراکیت ٹھہر نہیں سکتی۔

مَیں نے یورپ میں لوگوں سے باتیں کیں مگر کسی ایک شخص نے مجھے یہ نہیں کہا کہ آپ کی دلیل مجھے قائل نہیں کر رہی۔ مَیں نے انہیں بتایا کہ سرمایہ دارانہ انقلاب کے بعد روس کا اشتراکی انقلاب آیا اور انہوں نے دو نعرے لگائے، جو بظاہر بڑے اچھے تھے۔ یہ ہم تسلیم کرتے ہیں اس لئے کہ ہمیں خدا نے کہا ہے ہمیشہ انصاف پر قائم رہو۔ اس لئے ہم مانتے ہیں کہ جب انہوں نے کہا:-

"To each according to his needs."

کہ ہر ایک کو اس کی ضرورتوں کے مطابق دیا جائے گا تو ہم نے کہا بڑی اچھی بات ہے۔ شاباش تم بڑے اچھے ہو۔ اور پھر انہوں نے کہا:-

"Proletariat of the World unite."

کہ دُنیا کے سارے غریب عوام اکٹھے ہو جائیں اُن

کی بھلائی کے لئے انقلاب بپا کیا گیا ہے تو ہم نے
کہا بڑی اچھی بات ہے۔ دُنیا کے سارے غریبوں
کو اپنی بھلائی کے لئے اکٹھے ہو جانا چاہیئے۔ لیکن
جو ہمیں عملاً نظر آیا وہ یہ تھا کہ کہا تو یہ تھا کہ:۔

"To each according
to his needs"

یعنی ہر ایک کو اس کی ضرورتوں کے مطابق دیا جائیگا
لیکن اشتراکیت کے کسی بھی بڑے آدمی نے یہ نہیں
لکھا کہ انسان کی ضرورت ہے کیا؟ یعنی ضرورت کی
تعریف ہی نہیں کی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جیکوسلاویکین
کمیونسٹ کی ضرورتیں اَور سمجھ لی گئیں اور سفید روس
کی ضرورتیں اور سمجھ لی گئیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مشرقی روس
جہاں تاشقند وغیرہ ہمارے مسلمانوں کے علاقے ہیں
اُن کی ضرورتیں اور سمجھ لی گئیں اور ماسکو میں رہنے
والے سفید فام روسی اشتراکیوں کی ضرورتیں اَور
سمجھ لی گئیں۔ گویا کسی کو زیادہ دے دیا اور کسی کو
کم دے دیا کیونکہ "ضرورت" کی تعریف ہی کوئی نہیں
کی گئی تھی۔ پھر روسی اشتراکیوں نے کہا تھا:۔

"Prolotariat of the
world unite"

یعنی دنیا کے غریب اور مظلوم لوگو! اکٹھے ہو جاؤ۔
تمہاری بھلائی کے لئے ایک انقلاب آگیا ہے مگر آج
حالت یہ ہے کہ روس کا نام سُن کر دنیا کے غرباء کے
ساٹھ فیصد سے زیادہ حصّے کی جان نکلتی ہے غریب
اور مظلوم انسان جس کا استعمال کیا گیا تھا اس کے
اتنے بڑے حصے کے دلوں میں اس حد تک خوف
اور دہشت اور ہراس پیدا ہو چکا ہے کہ روس کا نام
لیں تو وہ کانپنے لگ جاتے ہیں۔ غرض ساٹھ فیصد
سے زائد غریب اور مظلوم انسانوں کے دل میں اس
کیفیت کا پیدا ہو جانا اس بات کی دلیل ہے کہ اشتراکیوں
کا یہ نعرہ کہ "دنیا کے غریب اور مظلوم عوام اکٹھے
ہو جائیں" ناکام ہو چکا ہے۔

پس ہم سے کارل مارکس اور اینجلز، لینن
اور سٹالن کی باتیں مت کرو کیونکہ خدا تعالیٰ نے
قرآن کریم کی شکل میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پر جو شریعت نازل فرمائی ہے اس میں انسان
کی بہبود کے متعلق جو کچھ بتایا گیا ہے وہاں تک
مارکس اور لینن کا تصوّر بھی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ پچھلے
الیکشن کے دنوں میں مجھے پتہ لگا کہ پیپلز پارٹی کے
ایک صاحب ہیں جو LEFT (لفٹ یعنی کمیونزم) کی
طرف جھکے ہوئے ہیں اُن سے مَیں نے کہا۔ غریب آدمی
نے آپ کا کیا قصور کیا ہے کہ آپ اس کے اتنے
خلاف ہو گئے ہیں۔ مَیں نے کہا روسی اشتراکی نظام
کے نتیجہ میں تم اُسے اٹھنی دینا چاہتے ہو مگر اسلام کہتا
ہے کہ اس کا روپے کا حق ہے۔ روسی اشتراکیت
کے نتیجہ میں تم اس کی جو اٹھنی مارنا چاہتے ہو ظاہر
ہے اس نے تمہارا کوئی قصور کیا ہوگا تب ہی تم
چاہتے ہو کہ اُس کو اُس کی اٹھنی سے محروم کر دیا جائے

پس روسی اشتراکیت کا ہمارے سامنے
ذکر نہ کرو کیونکہ جس تعلیم نے، جس ہدایت نے معاشرہ

کہ جن اصولوں نے ہمارے دلوں کو موہ لیا اور اپنا گرویدہ بنا لیا ہے' اشتراکیت تو اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ باقی رہا چین کا سوشلسٹ نظام' تو وہ ابھی جوانی کی حدود میں داخل ہو رہا ہے۔ اگر اس کو ارتقائی دور صحیح مل گئے' اگر وہ ان چاروں قوتوں اور استعدادوں کی جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو دی ہیں' صحیح نشو و نما کر سکا یعنی مادی' ذہنی اور اخلاقی ترقی کے ساتھ ساتھ اس نے روحانی ترقی بھی کر لی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ مسلمان ہو جائے گا۔ پس اگر اس نے روحانی ترقی بھی کر لی تو وہ کامیاب ہو جائے گا اور اگر اس نے روحانی طور پر ترقی نہ کی تو وہ بھی مفلوج ہے۔ آخر مفلوج بھی تو کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک مفلوج وہ ہے جس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں مارے ہوئے ہیں' ایک مفلوج وہ ہے جس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں مارا ہوا ہے۔ اور ایک وہ شخص ہے جس کے دونوں پاؤں اور ایک ہاتھ سلامت ہے صرف ایک ہاتھ مارا ہوا ہے' مفلوج تو وہ بھی ہے۔

غرض سوچنے والی بات یہ ہے کہ جب چار فطری صلاحیتیں انسان میں ودیعت کی گئی ہیں' جب ان چار فطری صلاحیتوں کے وجود کی ایسی دلیلیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہم پیش کرتے ہیں اور ہر شخص کے سامنے پیش کرنے کے لئے تیار ہیں اور پھر جب اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ انسان کو خدا کے قرب اور اس کی محبت کو پانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس پر لاکھ سے اوپر انبیاء علیہم السلام کی گواہیاں موجود ہیں جن کے متعلق معاندین نے بھی یہ کہا تھا کہ وہ جھوٹ نہیں بولتے اور پھر دوسرے لاکھوں' کروڑوں اولیاء اللہ کی گواہیاں موجود ہیں جو اسلام سے پہلے بھی اور بعد میں بھی پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جب ان راستبازوں کی جن کی تعداد لاکھوں کروڑوں میں ہے اور جن کا زمانہ آدم سے لیکر آج تک پھیلا ہوا ہے یہ گواہی موجود ہے کہ انسان کو روحانی استعدادیں بھی دی گئی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی نشو و نما بھی ہوتی رہی ہے' خود ہم نے روحانی طور پر اللہ تعالیٰ کی صفات کے حسین جلوے دیکھے اور اللہ تعالیٰ کے پیار کو پایا۔ پس لاکھوں راستبازوں کی گواہی کے بعد اگر آج کوئی شخص روحانی طاقتوں کا انکار کرتا ہے تو اس کی سمجھ بوجھ پر ہمیں لازماً شک و شبہ پیدا ہوگا۔

غرض اگر انسان کو روحانی طاقتیں دی گئی ہیں اور یقیناً انسان کو جسمانی' ذہنی اور اخلاقی طاقتوں کے علاوہ روحانی طاقتیں بھی دی گئی ہیں تو پھر آج دنیا میں وہ کون سا "ازم" (نظریہ) ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ وہ ان روحانی طاقتوں کی صحیح نشو و نما کرنے کا بھی اہل ہے۔ ان کو تو روحانی طاقتوں کا پتہ ہی نہیں ہے' وہ یہ دعویٰ کیسے کر سکتے ہیں۔

پس ہم لوگوں سے کہتے ہیں کہ ہم سے سرمایہ داری'

اشتراکیت اور سوشلزم کی باتیں نہ کرو۔ ہم سے ہمارے پیارے رب اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کرو کہ جن کے نام کو بلند کرنے کے لئے آج ہماری جماعت روحانی جنگ لڑ رہی ہے۔ اور یہ وہی جنگ ہے جس کے متعلق خدائے قادر و توانا کی بشارت ہے کہ یہ جنگ اسلام کی فتح پر منتج ہو گی۔ اسلام ساری دُنیا پر غالب آئے گا۔

پس خدام کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ وہ بشارتیں ہیں جو ہمیں دی گئی ہیں۔ یہ وہ حسین کلمات ہیں جو ہمیشہ ہمارے کانوں میں پڑتے اور ہمارے دماغوں میں گونجتے رہنے چاہئیں۔ ہمارے خدام اس فوج کے سپاہی ہیں جو صفِ اوّل میں لڑ رہے ہیں۔ صفِ اوّل صرف وہی نہیں ہوتی جو محاذ پر برسرِ پیکار ہوتی ہے وہ بھی صفِ اوّل ہی ہوتی ہے جو محاذ پر جانے کے لئے تیاری کر رہی ہوتی ہے۔ اس تیاری میں کبھی فرق نہیں آنا چاہیئے۔ ہم تو روز خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور رحمتوں کے نظارے دیکھ رہے ہیں۔ اسلام کے حق میں ایک انقلابِ عظیم بپا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ جن کی زبانیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہتے نہ تھکتی تھیں، اس سفر میں جب مَیں نے اُن کے سامنے اسلام کی تعلیم پیش کی تو اُن میں سے کسی نے اپنا سر نفی میں نہیں ہلایا بلکہ وہ اپنا سر اثبات میں ہلاتے رہے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ مَیں کہہ رہا ہوں وہ ٹھیک ہے۔ اسلام کی اچھی تعلیم ہے جسے وہ پسند کرتے ہیں۔ اس سے اور بہت سی باتیں نکلتی ہیں جن کے بیان کرنے کا یہ وقت نہیں ہے۔

بہرحال یہ ایک حقیقت ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ حقیقت اتنی اہم ہے کہ اس زمانے میں اس سے اہم اور کوئی حقیقت نہیں ہے کہ مہدیٔ معہودؑ کی بعثت کے ساتھ ایک انقلابِ عظیم بپا ہو چکا۔ بگل بجا دیا گیا۔ آسمانوں سے یہ آواز بلند ہو گئی کہ شیطان کے مقابلہ میں جس آخری غلبہ کی پیشگوئی کی گئی تھی اور اسلام کے عالمگیر غلبہ کی جو بشارتیں دی گئی تھیں اُن کے پُورا ہونے کا وقت آگیا اور جماعت احمدیہ کو اس کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ سرمایہ دارانہ انقلاب، روسی اشتراکی انقلاب اور چین کا سوشلسٹ انقلاب اس کے مقابلہ میں کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتے۔

پس تم اپنی کمزوریوں پر استغفار کے پردے ڈالو۔ اپنی غفلتوں کو توبہ کی راہوں کے ذریعہ پیچھے چھوڑ جاؤ اور خدا تعالیٰ کی طرف جھکو اور اسی سے ہر قسم کی مدد چاہو۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ کی رُو سے تم یہ سمجھو کہ خدا نے تمہیں جو طاقت دی ہے تم اس کا صحیح اور پُورا استعمال کرو گے۔ اسی پر بس نہ کرو بلکہ خدا کے حضور عاجزانہ جھکو اور کہو کہ اے ہمارے ربّ! تُو نے ہمیں اسلام کی جنگ لڑنے کی جو طاقت دی تھی ہم نے اس سے پُورا فائدہ اُٹھایا مگر وہ تو کافی نہیں ہے کیونکہ محاذ بڑا وسیع ہے اور ہم چھوٹی سی جماعت ہیں۔ دشمن دولت مند ہے اور ہم غریب ہیں۔ دشمن جدید ہتھیاروں حتیّٰ کہ ایٹم بموں سے لیس ہے اور ہمارے پاس سوائے ان روحانی ہتھیاروں کے جو تُو نے ہمیں

دیئے ہیں اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اے خدا! تو ان رُوحانی ہتھیاروں میں ایسی برکت ڈال، ان میں ایسی تاثیر پیدا کر دے کہ دُنیا کے سارے مادی ہتھیار ان کے سامنے ہیچ ہو جائیں۔

غرض جو ہتھیار آپ کے ہاتھ میں دیا گیا ہے وہ "اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" کا ہتھیار ہے۔ آپ کے سارے ہتھیار اسی ایک نقطہ کے گرد گھومتے ہیں کہ آپ نے بنی نوع انسان کی بے لوث خدمت کرنی ہے، آپ نے کسی کو دُکھ نہیں پہنچانا بلکہ ہر ایک کو سکھ پہنچانے کے انتظام کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے۔ دُنیا کے دُکھ دُور ہو جائیں اور اُن کے لئے سکھ کے سامان پیدا ہو جائیں، راحت کے سامان پیدا ہو جائیں۔ یہی وہ مرکزی نقطہ ہے جس کے گرد ہماری کوششیں گھومتی ہیں۔ ہم دُنیا کی بھلائی کے لئے ہیں۔ ہمیں لوگوں کی خدمت کرنے کا مقام زیبا دیا گیا ہے کیونکہ یہی وہ مقام ہے جہاں انسان کو خدا ملتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ اے خدا! جو تیرا ہو گیا اس کی گود میں تو نے اپنے سارے جہانوں کو ڈال دیا لیکن جو تیرا ہو گیا وہ ان سارے جہانوں کو لیکر کیا کرے اسلئے ہمیں اس دُنیا کی دولت اور اقتدار سے کیا تعلق، ہمارے لئے تو خدا کا پیار اور اس کی محبت کافی ہے۔ ہمیں دُنیا کی طاقت سے کیا سروکار۔ ہمیں تو روحانی طاقت کی ضرورت ہے جس سے ہم اسلام کی روحانی جنگ جیت سکیں اور اپنے پیدا کرنیوالے رب کے حضور اور اپنے محبوب آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سرخرو ہو جائیں ہمیں اُن کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

پس خدام کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اُن کے سامنے ایک عظیم الشان مہم درپیش ہے۔ اس میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے تیاری کی ضرورت ہے۔ وہ خود بھی تیار رہوں، اپنوں کو بھی تیار کرو ائیں۔ چھوٹے بڑوں کو اور بڑے چھوٹوں کو "ذَکِّرْ" کے حکم کے مطابق یاد دہانی کرائیں۔ اپنے گھروں میں عورتوں سے بھی کہیں کہ یہ چَین اور آرام سے بیٹھنے کا وقت نہیں ہے یہ کچھ کرنے کا وقت ہے۔ ایک جنگ لڑی جا رہی ہے یہ ایک آخری اور عظیم جنگ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوحانی جرنیل مہدی معہود کے پیرو اور متبعین برسرِ پیکار ہیں۔ پس میں جماعت کے چھوٹوں اور بڑوں، مردوں اور عورتوں سے کہتا ہوں کہ اس جنگ میں تم ہی غالب آؤ گے، تم ہی فاتح ہو گے۔ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کی رُو سے تم ہی اعلیٰ یعنی غالب ہو گے، تمہیں دُنیا کی کوئی طاقت مغلوب نہیں کر سکے گی مگر ایک شرط ہے۔ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ تم اپنے ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتے اور خدا تعالیٰ کی رحمتوں سے اپنی جھولیاں بھرتے چلے جانا۔

اب میں آخر میں یہ اعلان بھی کر دینا چاہتا ہوں کہ آپ نے اپنی مجلس شوریٰ میں آئندہ دو سال کے لئے صدر مجلس خدام الاحمدیہ کے متعلق اپنی آراء کا اظہار کیا مکرم ابوالعطاء صاحب (جن کو میں نے اپنی طرف سے انتخاب کرانے کے لئے نمائندہ بنا کر بھیجا تھا) کی رپورٹ کے مطابق

مکرم مرزا غلام احمد صاحب ایم اے کو ۴۷۳ ووٹ ملے ہیں اور مکرم لطیف احمد صاحب طاہر کو ۴۸۷ ووٹ ملے ہیں اور مکرم عطاء المجیب صاحب کو ۵۳۱ ووٹ ملے ہیں۔ میں آپ کی رائے کے مطابق ہی فیصلہ دیتا ہوں اور عطاء المجیب صاحب کو آئندہ دو سال کے لئے خدام الاحمدیہ کا صدر منتخب کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور خدام الاحمدیہ کو عملی میدان میں آگے سے آگے لے جانے کی طاقت بخشے۔

ہمارے چوہدری حمید اللہ صاحب نے بڑی محنت سے بڑی جانفشانی سے اور بڑے اخلاص سے کام کیا ہے اور جو نتائج نکلے ہیں انکے لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ بڑی عادن کے ساتھ اور بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ انہوں نے اپنی ذمہ داریوں کو نباہا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں احسن جزا دے اور اللہ تعالیٰ بعد میں آنیوالوں کو یہ سمجھ عطا کرے کہ ایک جگہ ٹھہرنا جماعت احمدیہ اور اسکی تنظیموں کی موت اور ہلاکت کے مترادف ہے۔ ہمارا کوئی قدم نہ پیچھے ہٹنا چاہیئے نہ ایک جگہ کھڑا رہنا چاہیئے۔ ہم آگے ہی آگے بڑھنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں ایک جگہ ٹھہرنے کے لئے نہیں بنائے گئے۔ اسلئے خدا کرے عطاء المجیب صاحب کو اور بعد میں آنیوالے لوگوں کو بھی یہ حقیقت سمجھ میں آجائے اور وہ دن رات ایک کرکے مجلس کی کارکردگی کو بہتر سے بہتر بنانے کی سعی بھی کریں اور دعائیں بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ انکی سعی کو سعیِ مشکور بنائے، اُن کی کوششوں میں برکت ڈالے اور کامیابی عطا فرمائے۔

اب خدام کھڑے ہو کر اپنا عہد دہرائیں انصار بھی اس میں شامل ہو جائیں۔ (چنانچہ عہد دہرانے کے بعد حضور نے فرمایا:-)

"اب دعا ہوگی اور اسکے بعد آپکو الوداع کہا جائیگا اللہ تعالیٰ آپکو سفر و حضر میں اپنی حفظ و امان میں رکھے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپکو یہاں کی برکات سے زیادہ سے زیادہ حصہ اپنے ساتھ لے جانیکی توفیق عطا فرمائے اور ان برکات سے استفادہ کرنیکی آپکو ہمیشہ توفیق ملتی رہے۔ اس عظیم مہم کے نتیجہ میں جس کا میں نے ذکر کیا ہے جو عظیم ذمہ داریاں آپکے کندھوں پر ڈالی گئی ہیں اللہ تعالیٰ آپکے کندھوں کو اس قدر طاقت عطا فرمائے کہ آپ بشاشت کے ساتھ ان ذمہ داریوں کو اٹھا اور نباہ سکیں۔ آؤ دعا کرلیں"

مکرم سید کلیم محمود صاحب
کراچی

برکاتِ خلافت

خلیفہ کے معنی ہیں "قائم مقام" یا "جانشین"
اسلامی اصطلاح میں خلیفہ وہ شخص ہوتا ہے جو نبی کی وفات کے بعد اس کے مشن کو چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے منشاء کے تحت مومنوں کے انتخاب سے کھڑا ہوتا ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :-

مَا كَانَتْ نُبُوَّةٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ۔

یعنی ہمیشہ نبوت کے بعد خلافت جاری ہوتی ہے۔

خلافت سے بڑی برکات وابستہ ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ سورہ نور کی آیت استخلاف میں فرماتا ہے

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ

خلفاء اس زمین پر صرف مشیت خداوندی کا اظہار کرتے ہیں اسلئے ان کی تدابیر اور ان کے منصوبے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوتے ہیں۔ خلیفہ لوگوں کو حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور لوگوں کا تزکیہ کرتا ہے۔ خلیفہ لوگوں کے شکوک و شبہات کو دور کرتا ہے اور ان کو ایک ہاتھ پر جمع کرتا ہے

(۲) خلافت کے دامن میں کمزور ایمان والے بھی صراط مستقیم کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ مضبوط مرکزی نظام خلافت کا ممنونِ احسان ہے۔ مومنین جان، مال، وقت اور اولاد کے نذرانے دامن میں لئے دربار خلافت میں آحاضر ہوتے ہیں۔

(۳) خلیفہ کے ذریعے لوگوں کو علم ہوتا ہے کہ دین کی خدمت کس طرح کی جائے۔ خلیفہ لوگوں کو سست نہیں ہونے دیتا۔ اگر وہ سست ہو جائیں تو مختلف قسم کی ترغیب و ترہیب سے انہیں بیدار کرتا رہتا ہے۔

(۴) خلافت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارات ملتی ہیں۔ فرشتے کلام الٰہی اور اطمینان کے تحفے لیکر پاک بندوں پر اترتے ہیں۔ بہت سے غیب کے راز کھولے جاتے ہیں۔ علوم و فنون میں ترقی ہوتی ہے اور تازہ بتازہ تائیداتِ الٰہی سے دل ایمان و اخلاص سے بھر جاتے ہیں۔

(۵) فتن و مصائب میں خدا عرش پر بیٹھا خلیفہ کی انگلی پکڑ کے اسکی راہنمائی کرتا ہے۔ خلیفہ کی رہنمائی میں لوگ افتراق و اختلاف سے بچ کر متحد ہو جاتے ہیں۔

(۶) خلیفہ وقت کے ذریعے مومنوں میں زندگی کی روح، اخوت و مساوات کا جذبہ اور دیگر اعلیٰ خوبیاں پیدا ہوتی ہیں۔ غرض خلافت کے ذریعے ہی مسلمانوں کی قومی و انفرادی دینی و دنیاوی فلاح و بہبود، ترقی و غلبہ وابستہ ہے۔ قوم بطور جسم اور خلافت اس میں روح کے طور پر ہوتی ہے ؎

مکرم ناصر احمد خان عارف ملیریا سپروائزر
دارالیمن - ربوہ

ملیریا بخار کی حقیقت

ملیریا بخار کی مختصر تاریخی حیثیت

تخلیق کائنات سے لیکر اب تک ملیریا بخار بنی نوع انسان کا دشمن اوّل رہا ہے۔ عالمی ادارۂ صحت کے ایک جائزہ کے مطابق انسانی تاریخ میں جتنی بڑی بڑی جنگیں لڑی گئی ہیں ان میں جتنے انسان لقمۂ اجل ہوئے ان جنگوں میں مرنیوالوں کی تعداد سے زیادہ بنی نوع انسان کو ملیریا بخار نے ہلاک کیا

.... اس موذی مرض کی وجہ سے تلی کا بڑھنا، یرقان، بھس، کمی خون، خرابیٔ جگر، تپ دق، تپ محرقہ جیسی موذی امراض لاحق ہوجاتی ہیں۔

پہلے پہل بنی نوع انسان یہ خیال کرتا رہا کہ ملیریا بخار محض مچھر کے کاٹنے سے پیدا ہوتا ہے۔ کمیٔ علم کی وجہ سے لوگ یہ جاننے سے قاصر تھے کہ ملیریا بخار کس طرح پھیلتا ہے اسلئے لوگ اپنی تمام تر کوششیں مچھر سے بچنے کے ملئے کرتے تھے حتیٰ کہ ۱۸۸۰ء میں سارجنٹ لاوران نے دریافت کر کے اعلان کیا کہ ملیریا بخار صرف مچھر کے کاٹنے سے نہیں پھیلتا بلکہ اس کے پیچھے ایک عجیب و غریب کہانی ہے۔ اس نے ثابت کیا کہ ملیریا بخار کے جراثیم ہوتے ہیں اور مچھر صرف بیمار آدمی (جو ملیریا میں مبتلا ہو) سے جراثیم لے کر تندرست آدمی کے جسم میں منتقل کرنے کا پارٹ ادا کرتا ہے۔ مچھر میں بذات خود ملیریا کے جراثیم نہیں ہوتے بلکہ صرف ٹرانسمیشن ایجنسی کا کام دیتا ہے

۱۸۹۸ء میں سر رونالڈ راس نے دریافت کیا کہ ہر قسم کا مچھر ملیریا بخار نہیں پھیلاتا۔ یہ صفت صرف خاص قسم کے مچھر کی مادہ میں پائی جاتی ہے۔

ملیریا بخار کی حقیقت

ملیریا بخار کے پھیلنے کا موسم بھی خاص ہوتا ہے۔ اس کے جراثیم کی نشو و نما کے لئے خاص حد تک درجہ حرارت، نمی اور موسم کی ضرورت ہے۔ مچھر میں اور آدمی میں جراثیم کا لائف سرکل مکمل کرنے کے لئے گرمی، نمی، ہوا، بارش کی ضرورت ہوتی ہے۔ پاکستان میں جون اور اکتوبر

درمیانی عرصہ والا موسم ملیریا بخار کے جراثیم کی نشوونما کے لئے موزوں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گرمی کے علاوہ بارشیں ہوتی ہیں۔ سیلاب آتے ہیں۔ بستیوں کے ارد گرد کھڑا پانی مچھر کی پیدائش میں ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ مچھر پیدا ہونے کے بعد چند ہی دنوں میں جوان ہو کر کاٹنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ ایک قدرتی امر ہے کیونکہ اسے زندہ رہنے کے لئے انسانی خون درکار ہوتا ہے۔ بعض دفعہ وہ حیوانوں کے خون سے بھی اپنی خوراک پوری کر لیتا ہے۔ مذکورہ خاص مچھر ملیریا میں مبتلا مریض کو کاٹتا ہے تو جراثیم مچھر کے اندر رہ کر پرورش پاتے ہیں۔ معین عرصہ کے بعد جب وہی مچھر تندرست آدمی کو کاٹتا ہے تو ڈنک کے ذریعہ ملیریا بخار کے تیار شدہ جراثیم انسان کے جسم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر مقررہ میعاد کے بعد وہی جراثیم خطرناک بخار کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ پھر اس مریض سے دوسرے مچھر جراثیم لے کر دوسرے تندرست انسانوں میں داخل کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ ساری کی ساری آبادی ملیریا بخار کی لپیٹ میں آ جاتی ہے۔ اگر اس سے بچنے کے لئے حفاظتی انتظامات نہ کئے جائیں تو وبائی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

یہ خطرناک مرض کیوں؟

ملیریا بخار کے ایک ہی حملہ سے خون کے سرخ ذرات کروڑوں کی تعداد میں نیست و نابود ہو جاتے ہیں جس سے انسان کمزور ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چند حملوں کے بعد مریض میں خون کی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ چہرہ زرد اور آنکھیں پیلی ہو جاتی ہیں۔ اس کمزوری کے باعث دوسری خطرناک بیماریاں جلد ہی لاحق ہو جاتی ہیں کیونکہ قوتِ مدافعت کمزور پڑ جاتی ہے۔ جگر اور تلی خاص طور پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

ملیریا بخار کی اقسام

ملیریا بخار کا حملہ تین اقسام میں منقسم ہوتا ہے (۱) سرد حالت (۲) گرم حالت (۳) حالتِ پسینہ۔

تشریح:۔

(۱) سرد حالت۔ یہ شروع بخار کی حالت ہوتی ہے اور اچانک شروع ہوتی ہے۔ اس سے پہلے جسم شکست ہوتا ہے۔ اس حالت کے دوران سردی بہت محسوس ہوتی ہے۔ انسان زور زور سے کانپتا ہے، دانت بجتے ہیں، مریض چاہتا ہے کہ اسے گرمی پہنچائی جائے چاہے گرم موسم ہی کیوں نہ ہو۔ کمبل، لحاف اوپر نیچے بچھائے جاتے ہیں۔ بعض اوقات اتنی سردی ہوتی ہے کہ مریض کو ارد گرد کی بھی خبر نہیں رہتی۔ مریض بے چین اور بے قرار ہوتا ہے۔ سارے جسم میں درد شروع ہو جاتا

ہے۔ یہ سردی کی حالت پانچ منٹ سے لیکر ایک گھنٹہ تک رہتی ہے۔

(۲) گرم حالت۔ اس کے بعد مریض گرمی محسوس کرنے لگتا ہے۔ اس کا چہرہ گرم اور سُرخ ہو جاتا ہے۔ سخت سردرد اور قے ہوتی ہے درجہ حرارت ۱۰۰° سے ۱۰۴° تک پہنچ جاتا ہے۔ شدت سے پیاس لگتی ہے۔ سخت بے چینی اور بے قراری پائی جاتی ہے تمام جسم میں درد ہوتا ہے۔ یہ حالت تین سے چار گھنٹہ تک رہتی ہے۔

(۳) حالت پسینہ۔ اس حالت میں درجہ حرارت اچانک گر جاتا ہے اور پسینہ بہت آتا ہے یہاں تک کہ کپڑے بھیگ جاتے ہیں اور مریض اپنے آپ کو ہلکا محسوس کرتا ہے اور سو جاتا ہے۔ یہ حالت دو گھنٹہ سے چار گھنٹہ تک رہتی ہے۔ مریض بیدار ہوتا ہے تو اپنے آپ کو صحت مند خیال کرتا ہے۔

علاج:۔ ٹیکہ کونین بائی ہائیڈرو کلورائیڈ یا کونین مکسچر۔

گولیاں کلوروکین۔ پہلے تین دن چھ گولی روزانہ۔ پھر دس دن تک دو گولی روزانہ کھلائیں۔

حفظ ما تقدم اور انسداد

۱۹۵۶ء میں عالمی ادارہ صحت کے تمام ممبران ممالک کی کانفرنس ہوئی جس میں پاکستان کی نمائندگی کرنل آفریدی نے کی تھی۔ اس کانفرنس میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ ایک بین الاقوامی مہم کے ذریعہ دنیا کے تمام ممبر ممالک سے ملیریا بخار کا خاتمہ کیا جائے۔ پاکستان میں یہ مہم محکمہ انسداد ملیریا کی صورت میں خدمتِ خلق کر رہی ہے۔ اس مہم کو کامیاب بنانا ہمارا قومی فریضہ ہے کیونکہ یہ مہم عوام کے تعاون کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی بیدار اور ذمہ دار اقوام نے اس مہم سے عظیم فائدہ اٹھایا ہے ترقی پسند اقوام کے لئے اس مہم کے ذریعے فائدہ اٹھانے کا سنہری موقع ہے۔

عرصہ بارہ سال سے ڈی ڈی ٹی کی سپرے ہوتی رہی ہے جو کم اثر والی ثابت ہوئی ہے اسلئے اس سال B.H.C کی سپرے ہو رہی ہے جو ڈی ڈی ٹی سے کئی گنا زیادہ مؤثر ہے۔ جن علاقوں میں اس سال سپرے ہو رہی ہے یقینِ محکم ہے کہ اگر آپ نے عملہ سے مکمل تعاون کیا یعنی ان کی ہدایات پر عمل کیا تو ملیریا جیسی موذی مرض سے ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے گی اور آپ کا شمار بیدار اور ترقی پسند اقوام میں ہونے لگے گا۔ چونکہ ملیریا کا مچھر اندرونی جگہ میں رہتا ہے سپرے سے وہ ختم ہو جائیگا اور ملیریا بخار خود بخود ختم ہو جائیگا

ہر بخار والے مریض کو عملہ سے خون ٹسٹ کروانا چاہیئے تاکہ خون کے جراثیم دیکھ کر اس مریض کا مکمل علاج کیا جا سکے ☆

مجلس خدام الاحمدیہ مغربی جرمنی کا کامیاب

سالانہ اجتماع

سالِ رواں میں مجلس خدام الاحمدیہ فرانکفورٹ کی از سرِ نو تنظیم کی گئی اور مکرم عبدالرؤف خان صاحب کو قائد مجلس فرانکفورٹ منتخب کیا گیا۔ نو منتخب قائد کی زیر قیادت فیصلہ کیا گیا کہ خدام کو بیدار اور سرگرمِ عمل کرنے کے لئے ملکی سطح پر اجتماع کا انعقاد کیا جائے۔ چنانچہ ۹ تا ۱۱ احسان (جون ۱۹۷۳ء) کی تاریخیں مقرر کی گئیں۔

۱۔ مجلس عاملہ کے فیصلے کے مطابق تمام خدام دورانِ اجتماع مسجد ہی میں قیام کریں گے۔

۲۔ کسی خادم کو بلا اجازت مسجد سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

۳۔ خدام کی رہائش اور طعام کا انتظام مجلس کے ذمہ ہوگا۔ تمام انتظام ایک کمیٹی کے سپرد کیا گیا۔

چونکہ یہ اجتماع ملکی سطح پر تھا اس لئے مغربی جرمنی کے تمام خدام کو اس میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ بالخصوص ہمبرگ جو کہ فرانکفورٹ سے ساڑھے تین سو میل دور ہے وہاں سے قاضی نعیم الدین صاحب مشن انچارج مع چار خدام کے شریکِ اجتماع ہوئے۔ کل چالیس خدام نے شرکت کی۔

مقامی حالات کے لحاظ سے اور موسم کی مناسبت سے رہائش، بستر اور خوراک کا انتظام خاص پیچیدہ مسئلہ تھا۔ اور پھر یہ بات بھی ضروری تھی کہ کوئی خادم اپنی مخصوص ڈیوٹی ہی میں مصروف نہ رہے بلکہ پورے پروگرام میں حصہ لے اس کا حل یہ سوچا گیا کہ مختلف اوقات میں مختلف خدام کھانا پکانے، برتن دھونے وغیرہ کی ڈیوٹیاں ادا کریں۔ اس طرح ایک تو سب خدام کو اس کارِ خیر میں حصہ لینے کی توفیق مل گئی۔ دوسرے علمی و ورزشی مقابلوں میں حصہ لینے سے کوئی خادم کلیۃً محروم نہ رہا۔

کھیلوں کے لئے میدان حاصل کرنے کے لئے مسجد نور کے بالمقابل ایک خوبصورت پارک کو استعمال کرنے کے لئے بلدیہ مفوضہ

کو ایک جیھی مشن کی طرف سے ارسال کی گئی۔ جواب میں انہوں نے نہ صرف کھیل کے میدان اور ملحقہ غسلخانوں کو استعمال کرنے کی اجازت دیدی بلکہ انتظامیہ کے ایک آدمی کی ڈیوٹی لگا دی کہ وہ کسی بھی مدد کے لئے ہر وقت میدان میں موجود رہے۔

خدام جرمنی کے نام حضور ایدہ اللہ کا پیغام

حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں گزارش کی گئی کہ اجتماع کے موقع پر حضور ایدہ اللہ کی طرف سے نہ صرف خط کے ذریعہ دعائیہ پیغام موصول ہوا بلکہ تار کے ذریعہ بھی پیغام موصول ہوا۔ جس میں حضور اقدس نے اجتماع کی کامیابی کی دعا فرمائی اور خدام کو بیش قیمت نصائح فرمائیں۔ حضور ایدہ اللہ کے خط کے الفاظ یہ ہیں:۔

"آپ کا خط ۲۱/۵/۷۲ ملا۔
اللہ تعالیٰ خدام الاحمدیہ کے اس
اجتماع کو ہر لحاظ سے بابرکت
فرمائے۔ سعید روحوں کے لئے
ہدایت کا موجب ہو۔ آپ کی
مساعی میں برکت ڈالے اور
خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے"

حضور اقدس کے اس ذریعہ پیغام کے علاوہ مندرجہ ذیل ٹیلیگرام بھی موصول ہوا:۔

"MAY GOD BLESS
YOUR GATHERING
TRY TO FULFIL
KHUDDAMUL AHMA-
DIYYAS OBJECTIVE
AND SERVE HUM-
ANITY SINCERELY.
KHALIFATUL MASIH."

اجتماع کا وقت صبح ۹ بجے رکھا گیا تھا۔ لیکن افتتاحی تقریب سے قبل مکرم عبدالہادی صاحب کیوسی کی افسوسناک رحلت کی اطلاع موصول ہوئی لہذا افتتاح تین گھنٹے کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

افتتاحی تقریب ½۴ بجے شام مسجد نور میں زیر صدارت مکرم امام فضل الٰہی صاحب انوری نائب صدر مجلس ملک مغربی جرمنی اور مشن انچارج شروع ہوئی۔ تلاوت کلام پاک مکرم مودود احمد صاحب نے کی۔ اس کے بعد سب خدام نے کھڑے ہو کر عہد دہرایا۔ اس کے بعد مکرم حمید اللہ صاحب شاہد نے حضرت المصلح الموعودؓ کی نظم

نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے
پر ہے یہ شرط کہ ضائع مرا پیغام نہ ہو

خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ بعدہٗ مکرم عبدالرؤف خان صاحب قائد نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا پیغام پڑھ کر سنایا۔

پھر مکرم نائب صدر صاحب مجلس ملک نے اپنے افتتاحی خطاب میں خدام کو اجتماع کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا اور بتایا کہ ایسے اجتماعات کے پیشِ نظر نوجوانوں کی اخلاقی، ذہنی، علمی اور روحانی تربیت کا مقصد ہوتا ہے۔ سب خدام کو ان مقاصد کے پیش نظر اجتماع کے پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے۔ آخر میں آپ نے خدام کو اجتماع کے دوران نظم و ضبط کا مظاہرہ کرنے اور ہر لحاظ سے مثالی نمونہ دکھانے کی طرف توجہ دلائی۔ محترم نائب صدر صاحب کی صدارتی تقریر کے بعد پروگرام کے علمی، عملی اور تربیتی حصے شروع ہوئے۔

علمی حصہ میں مقابلہ تلاوتِ قرآن، مقابلہ اذان، مقابلہ تقریر، معلوماتِ عامہ اور عام دینی معلومات منعقد ہوئے۔ یہ سب مقابلے بہت دلچسپ رہے اور سب خدام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سوال و جواب کا حصہ بھی بہت کامیاب رہا۔ منصفی کے فرائض مکرم مولانا فضل الٰہی صاحب انوری، مکرم قاضی نعیم الدین صاحب اور مکرم عبدالرؤف خان صاحب نے ادا کئے۔

عام دینی معلومات کے پرچہ میں دینی نوعیت کے سوال تھے۔ مثلاً:۔ حدیث کی کتب کے نام لکھو، حضرت مسیح موعودؑ کے عربی اور انگریزی الہامات اور الٰہی پیشگوئیاں جو حضورؑ کی زندگی میں پوری ہوئیں وغیرہ وغیرہ۔ اس پرچہ کے پہلے دو انعاموں میں سے ایک انعام مکرم ہدایت اللہ صاحب کے حصہ میں آیا جن کو اسلام قبول کئے ابھی صرف تین سال ہوئے ہیں۔

عملی حصہ میں ورزشی مقابلہ جات اور وقارِ عمل شامل تھا۔ فٹ بال کا میچ ہمبرگ کی ٹیم جس میں فرانکفورٹ کو چھوڑ کر دوسرے شہروں کے خدام تھے اور دوسری فرانکفورٹ کی ٹیم تھی۔ مقابلہ بہت دلچسپ رہا۔ پہلے ہاف میں فرانکفورٹ کی ٹیم نے ہمبرگ کی ٹیم پر یکے بعد دیگرے چار گول کر دیئے۔ لیکن دوسرے ہاف میں ہمبرگ کی ٹیم نے اوپر نیچے پانچ گول کر کے میچ جیت لیا۔ ریفری کے فرائض مکرم محمد شریف صاحب خالد نے ادا کئے۔ اس کے علاوہ ۱۰۰ میٹر، ۴۰۰ میٹر کی دوڑ۔ گولہ پھینکنا وغیرہ کے مقابلے ہوئے۔ اجتماع کے دوران دو وقارِ عمل بھی ہوئے۔

اجتماع کے تربیتی حصہ میں سب سے پہلے نماز تہجد کا بندوبست کیا گیا۔ فرانکفورٹ میں جون میں سورج صبح چار بجے نکلتا ہے اسلئے تہجد کا وقت زیادہ سے زیادہ اڑھائی بجے تک رہتا ہے۔ خدام کو جگانے اور تہجد پڑھنے کا انتظام کیا گیا۔ پھر درسِ قرآن پاک اور درسِ حدیث ہوئے۔ "ذکر حبیب" پر تقریر مکرم نعیم الدین صاحب مشن انچارج ہمبرگ نے کی۔

اجتماع کے دوران اس بات کا اہتمام کیا گیا کہ کوئی خادم بلا اجازت اجتماع سے باہر

نہ جائے۔ خدام کو اس نظام کے احترام کی تلقین کی گئی۔ اسی طرح یہ نگرانی بھی کی گئی کہ سب خدام اپنی ڈیوٹیاں باقاعدگی سے دیں۔ ایک خادم کے تساہل کرنے پر اُن کی جواب طلبی کی گئی جس پر انہوں نے معافی مانگ کر اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور اس طرح انہوں نے دوسرے خدام کے لئے ایک نیک مثال قائم کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین

کم و بیش پچاس خدام کے لئے تین دن کھانے کا انتظام یہاں جرمنی کے حالات کے پیش نظر آسان کام نہیں تھا۔ لیکن خدا کے فضل اور خدام کی بھرپور مساعی کے نتیجہ میں خوراک کا انتظام بھی بہت کامیاب رہا۔ روزانہ تین وقت صبح ناشتہ، ظہرانہ اور عشائیہ بروقت اور بڑے قرینہ سے دستر خوان پر لگ جاتا اور خدام بڑے وقار کے ساتھ کھانا کھاتے۔ اس سلسلہ میں خلیفہ فلاح الدین صاحب اور خلیفہ رواج الدین صاحب نے بہت محنت اور لگن سے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ آمین

سہ روزہ اجتماع کی اختتامی تقریب دوپہر بارہ بجے شروع ہوئی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مکرم فضل الٰہی صاحب انوری مشن انچارج نے جملہ خدام میں انعامات تقسیم فرمائے جس کے بعد آپ نے اختتامی خطاب فرمایا۔ آپ نے کہا کہ ہم لوگ جو جماعت احمدیہ سے وابستہ ہیں ہم کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص مقام اور امتیازی رنگ عطا فرمایا ہے۔ اس وجہ سے ہماری ذمہ داریاں دوسرے مسلمانوں کی نسبت زیادہ ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنی ذمہ داریوں کو کماحقہٗ ادا کریں تاکہ اس امتیاز کو قائم رکھنے والے بنیں۔ آپ نے خدام کو نماز کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ دینے کی تاکید کی۔ اور فرمایا کہ اسلام کے بنیادی ارکان کی طرف خاص توجہ رہنی چاہیئے۔

جناب نائب صدر ملک کے خطاب کے بعد خدام نے کھڑے ہو کر عہد دوہرایا۔ اس کے بعد اجتماعی دُعا ہوئی۔ اس طرح مجلس خدام الاحمدیہ فرانکفورٹ جرمنی کے زیرِ انتظام مُلک کا پہلا اجتماع علمی و روحانی ماحول میں جاری رہ کر انجام پذیر ہوا۔

(بوساطت مہتمم مجالس بیرون مجلس مرکزیہ ربوہ)

مجلس خدام الاحمدیہ چک ۱۲۱ ج۔ب گوکھووال ضلع لائل پور

اجتماعی وقار عمل:۔

مجلس خدام الاحمدیہ ۱۲۱ ج۔ب گوکھووال ضلع لائل پور کے زیرِ اہتمام ۲۹ر جون بروز اتوار بعد نماز فجر ایک اجتماعی وقار عمل ہوا جس میں خدام، اطفال، انصار دو فرلانگ لمبی سڑک کے دونوں طرف تقریباً تیرہ سو فٹ مٹی اڑھائی گھنٹہ میں ڈال کر اہلِ دیہہ کے لئے ایک عمدہ نمونہ پیش کیا۔ خدام کے اس وقار عمل میں گاؤں کی نوجوانوں کی تنظیم "انجمن معاشرتی فلاح و بہبود" کے ارکان بھی احباب جماعت کے شانہ بشانہ کام میں مصروف رہے قائد ضلع مکرم میاں مبارک احمد صاحب بھی اس وقارِ عمل میں شریک ہوئے۔

خدام کے اس وقار عمل کو اہل دیہہ نے گاؤں کی تعمیر و ترقی میں ایک نیک شگون تصور کیا اور یہ تاثر دیا کہ اگر عوام اسی طرح اپنی مدد آپ کے تحت اپنے کاموں کو خود کرتے رہیں تو عوامی حکومت بلشتر کام عوام کے تعاون سے بہت کم مدت میں سرانجام دے کر ملک کی خوشحالی اور فلاح و بہبود کیلئے بہت کچھ کر سکتی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ ہمیں بہتر رنگ میں عوام کی خدمت کرنے اور ملک و ملت کی فلاح و بہبود کی خاطر کام کرنے کی توفیق دے۔

(محمد امجد قائد مجلس خدام الاحمدیہ ۱۲۱ ج ب گوکھووال ضلع لائل پور)

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع تھرپارکر

سالانہ اجتماع:۔

مجالس خدام الاحمدیہ ضلع تھرپارکر کا سالانہ اجتماع بتاریخ ۱۲-۱۳-۱۴ ر ظہور (اگست) بروز اتوار، سوموار، منگل محمد آباد اسٹیٹ میں منعقد ہوا۔ کُل ۲۵۳ خدام، ۲۶۰ اطفال اور ۲۰ انصار نے شرکت کی۔ اطفال کا مقام اجتماع الگ تھا۔ مکرم چوہدری منور احمد صاحب خالد قائد ضلع تھرپارکر نے اس اجتماع کا افتتاح کیا۔ اس کے بعد ایک اجتماعی وقار عمل ٹاہلی ریلوے سٹیشن کے قریب منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے سگھڑ دوڑ اور سائیکل ریس کے مقابلہ جات بہت پسند کئے گئے۔ محترم محمد اشرف صاحب ناصر مربی سلسلہ احمدیہ، مکرم

محمد سعید صاحب معلم اصلاح و ارشاد، مکرم محمد دین صاحب مربی سلسلہ کے علاوہ حیدر آباد سے مکرم محمد جلال صاحب شمس اور مکرم عبد العزیز صاحب طاہر (مربیان سلسلہ) بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ نے مختلف اجلاسات میں خدام و اطفال سے علمی و تربیتی پہلوؤں پر خطاب فرمایا اور اپنی قیمتی نصائح سے نوازا۔

کبڈی اور والی بال کے مقابلے بڑے خوشکن رہے۔ ضلع کراچی، حیدر آباد، نواب شاہ، ٹنڈو محمد خان اور ٹنڈو جام نیز کوٹ احمدیہ ضلع بہاولپور کے بعض خدام نے بھی شرکت کی اور مستفید ہوئے۔ آخری دن تقسیم انعامات کے اجلاس کی صدارت مکرم چوہدری صلاح الدین صاحب محمد آباد نے کی اور آپ ہی نے انعامات تقسیم فرمائے اور بعد میں بڑے مؤثر انداز میں جذبۂ اطاعت کی اہمیت کو واضح فرمایا اور خدام کو تلقین کی کہ وہ موجودہ زمانے کی بے راہروی میں بہہ جانے کے بجائے جذبۂ اطاعت کو اپنائیں ہر چھوٹے سے چھوٹے حکم پر بھی بخوشی عمل کریں۔ اس کے بعد مکرم محمد اشرف صاحب ناصر نے دعا کروائی اور یہ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔ (معتمد مجلس)

محترم مہتمم صاحب اطفال کا دورہ تھرپارکر

مکرم و محترم محمد اسلم صاحب صابر مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ۱۳ / وفا (جولائی) کو بذریعہ بس کنری تشریف لائے۔ محترم قائد صاحب ضلع تھرپارکر اور نگران صاحب حلقہ کنری نے آپ کا استقبال کیا۔

پروگرام کے مطابق اسی دن شام کو آپ مکرم منور احمد صاحب نگران حلقہ کنری، مکرم احسان اللہ صاحب نمائندہ قائد ضلع اور مکرم مغفور احمد صاحب منیب سیکرٹری تربیت مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کے ساتھ محمود آباد اسٹیٹ تشریف لے گئے۔ نماز مغرب کے بعد مجلس عاملہ کا اجلاس بلایا گیا اور نماز عشاء کے بعد آپ نے اجلاس عام سے خطاب فرمایا۔ یکم ظہور (اگست) کو آپ واپس کنری تشریف لائے۔ نماز ظہر کے بعد قائدین حلقہ کا اجلاس ہوا جس میں تمام قائدین نے شرکت کی۔ نماز عصر کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ کنری کی مجلس عاملہ کا اجلاس ہوا۔ اور پھر نماز مغرب کے بعد آپ نے ایک اجلاس میں خدام سے خطاب فرمایا۔ تلاوت و تشہد کے بعد آپ نے ۴۵ منٹ تک خدام کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ پھر آپ اسی رات کو تقریباً ۲½ بجے نبی سر روڈ پہنچے۔

۲/ ظہور کو صبح ۹ بجے آپ نے مجلس عاملہ مقامی کے ایک اجلاس میں مجلس کی کارگزاری کا جائزہ لیا اور ہدایات دیں۔ اس اجلاس میں مجلس احمد آباد اسٹیٹ کے ناظم اطفال بھی شریک ہوئے اسی روز دوپہر ۲½ بجے آپ محمد آباد اسٹیٹ پہنچے۔ مجلس عاملہ ضلع تھرپارکر اور قائدین حلقہ

محمد آباد اسٹیٹ کا ایک مشترکہ اجلاس مہمان خانہ میں منعقد ہوا۔ جس کے بعد آپ نے اطفال کا علمی اور تربیتی جائزہ لیا اور جائزہ کے بعد آپ نے اطفال سے مختصر خطاب فرمایا اور اس مجلس کو اچھی مجالس میں سے ایک قرار دیا اور فرمایا کہ اگر وہ اور زیادہ محنت اور توجہ کریں تو پہلے نمبر پر آنا بھی کوئی مشکل نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ نورنگر فارم سے تشریف لے گئے۔ نورنگر فارم سے ایک میل باہر چند خدام اور ایک طفل نے مہتمم صاحب موصوف کا سائیکلوں پر آ کر استقبال کیا (واضح رہے مجلس نورنگر نے سائیکل سکیم کے تحت قائد صاحب ضلع کی معرفت ۲۰ نئے سائیکل خریدے ہیں)۔

نماز مغرب و عشاء کے بعد اجلاس عام بلایا گیا جس میں تلاوت قرآن کریم کے بعد آپ نے خدام سے تقریباً ۴۰ منٹ خطاب فرمایا۔ رات ڈیڑھ بجے ہم ٹاہلی سٹیشن آئے۔ آپ رات ۲ بجے میرپور خاص کے لئے روانہ ہوئے اور نماز فجر کے وقت میرپور خاص پہنچے۔ نماز جمعہ کے بعد آپ نے اجلاس عام سے خطاب فرمایا۔ پھر آپ نماز مغرب سے قبل ڈگری تشریف لائے اور اجلاس عاملہ کا انعقاد ہوا۔ اس طرح اگلے روز ۴ ظہور کو آپ کراچی کیلئے روانہ ہوگئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کے دورہ کے نتیجہ میں مجلس بڑی بیدار ہی پیدا ہوتی ہے۔ (سیف علی شاہد معتمد ضلع تھرپارکر)

مجلس خدام الاحمدیہ مارٹن روڈ (کراچی)

انعامی تقریری مقابلہ:-

مورخہ ۲۶ ظہور ۱۳۵۲ہش بمطابق ۲۶ اگست ۱۹۷۳ء بروز اتوار ۳۰-۹ بجے صبح مسجد احمدیہ مارٹن روڈ (کراچی) میں زیر صدارت مکرم جناب عبدالرحیم مدہوش رحمانی صاحب (سیکرٹری تحریک جدید جماعت احمدیہ کراچی) ایک انعامی تقریری مقابلہ برائے خدام مجالس ہائے ضلع کراچی منعقد ہوا۔

اس انعامی تقریری مقابلہ میں، ججز صاحبان کے فیصلہ کے مطابق مندرجہ ذیل مقررین نے بالترتیب اول، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کی:-

۱۔ مکرم قریشی غلام حیدر صاحب۔ مجلس عزیز آباد
۲۔ مکرم سعید احمد صاحب۔ مجلس کراچی صدر
۳۔ مکرم جمیل احمد بٹ صاحب مجلس مارٹن روڈ

تقسیم انعامات:-

اول، دوم اور سوم آنے والے خدام میں مکرم و محترم جناب چوہدری احمد مختار صاحب (امیر جماعت احمدیہ کراچی) نے انعامات تقسیم فرمائے۔

آخر میں مکرم جناب امیر صاحب نے دعا فرمائی اور یہ انعامی تقریری مقابلہ اختتام پذیر ہوا۔

(سید کلیم محمود ناظم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مارٹن روڈ)

مجلس خدام الاحمدیہ سوسائٹی۔ کراچی

خدمت خلق:- مورخہ ۴/۹ ۶ کو تقریباً ۳۰

خدام قائد صاحب مجلس سوسائٹی مکرم عبد الوہاب صاحب کے گھر اکٹھے ہو گئے۔ یہ تقریباً تمام حلقوں کی نمائندگی کر رہے تھے اور ان میں اکثریت مجلس عاملہ کی تھی۔ تقریباً ۲ بجے قائد صاحب کے مکان سے یہ نیا آباد کی بستی کی جانب روانہ ہو گئے۔ یہ بستی دس بارہ میل کے فاصلہ پر ہے اور خدام کو شہر کے درمیان میں سے ہو کر جانا پڑتا ہے۔ اور شہر والے جب ۱۰، ۱۵ سائیکل سوار اکٹھے چلتے دیکھتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں کہ یہ مظاہرہ کیسا ہو رہا ہے۔ مختصر یہ کہ یہ قافلہ ۲ بجے چل کر تقریباً پونے پانچ بجے وہاں پہنچ گیا۔ اور اندازاً ۱۰ منٹ بعد قائد صاحب بھی پانچ خدام سمیت سامان لے کر اپنی گاڑی میں وہاں پہنچ گئے۔

اس مرتبہ بھی سامان کی فہرست کچھ تھوڑے بہت ردّ و بدل کے ساتھ تقریباً وہی تھی اور اہل بستی کے لئے تو یہ مسرت کا پیغام تھی۔ سامان کی تفصیل درج کئے دیتا ہوں تاکہ ریکارڈ رہے اور بوقت ضرورت کام آ سکے:۔

۱۔ آٹا ۱ من　　۴۔ چینی ۸ سیر
۲۔ چاول ۱ من　　۵۔ گوشت ۱۲ سیر
۳۔ دالیں ۱۰ سیر　　۶۔ نقدی ۶۵/۵۰ روپے

ایک دفعہ خدام کپڑے مہیا نہ کر سکے۔ کیونکہ اس سے پہلے تمام علاقوں سے اکٹھے کر کے سیلاب زدگان کے لئے دیئے جا چکے تھے۔ اور [illegible] مشکل تھا۔

اہل بستی حسب سابق بڑے پیار اور عقیدت سے ملے۔ اس مرتبہ وہ حیران تھے کہ ابھی پچھلے دنوں ہم ہو کر گئے تھے اور اب دوبارہ اتنی جلدی کیسے آ گئے۔ اس پر قائد صاحب نے انہیں سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ ہم لوگ ہر ماہ ایک پروگرام ترتیب دیتے ہیں اور پھر اس کے مطابق تمام مہینہ عمل ہوتا ہے۔ اس مرتبہ چونکہ مہینہ کے شروع ہی میں ایک چھٹی ۶ ستمبر یعنی یوم دفاع کی آ گئی تھی اسلئے اس موقع کو غنیمت جان کر اس پروگرام کو ترتیب دیا گیا اور اسی لئے اس مرتبہ اہل بستی کو ہمارا آنا اتنا جلدی معلوم ہوا۔ اس کے بعد قائد صاحب نے مستحق لوگوں میں مناسب طور پر چیزیں تقسیم کر دیں۔ چیزیں تقسیم کرنے کے بعد خدام نے اہل بستی کو کوئی کام بتانے کے لئے کہا جو ان کی نظر میں مشکل ہو اور اس کے لئے ہماری مدد کی ضرورت ہو۔ قائد صاحب نے دو نوجوانوں کو جن کی تعلیم میٹرک اور انٹر تھی ملازمت دلوانے کا وعدہ فرمایا اور انہیں اگلے روز دفتر آنے کو کہا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بہتر طور پر خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(محمد عبد الوہاب قائد مجلس سوسائٹی۔ کراچی)

مجلس خدام الاحمدیہ واہ کینٹ

تربیتی کلاس:۔

مجلس خدام الاحمدیہ واہ کینٹ کی مقامی

تربیتی کلاس مؤرخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۷۲ء بروز اتوار مسجد محمود واہ کینٹ میں منعقد ہوئی مختصر رپورٹ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

خدام نے تین مراکز میں نماز تہجد ادا کی۔ پھر نماز فجر کے بعد درس کلام پاک اور حدیث دیا گیا۔

ناشتہ کے وقفہ کے بعد پہلا اجلاس صبح آٹھ بجے شروع ہوا۔ تلاوت، نظم اور عہد کے بعد ناظم صاحب تعلیم و تربیت نے تربیتی کلاس کا پروگرام اور ہدایات بتائیں۔ جناب پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ واہ کینٹ نے افتتاحی خطاب میں تربیتی کلاس کی ضرورت اور افادیت واضح کی۔

آپ کے بعد مبشر احمد صاحب ایم ایس سی نے مقام خاتم النبیین پر تقریر کی۔

دوسری تقریر سید خلیق احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر کی۔

خدام کے ساتھ ساتھ اطفال کے تقریر، نظم اور تلاوت کے مقابلہ جات بھی ہوئے جن میں منصفین کے فرائض مکرم مبشر احمد صاحب، چوہدری محمد شریف صاحب اور محمد کریم خان صاحب نے ادا کئے۔

اطفال کے مقابلوں کے بعد حلقہ جات کے خدام کا فی البدیہہ تقریری مقابلہ ہوا۔ منصفین مبشر احمد صاحب، محمد کریم خان صاحب اور منور احمد صاحب جاوید تھے۔ حلقہ لالہ رخ اول رہا۔

½ گھنٹہ وقار عمل کا پروگرام رہا جس کے بعد خدام کا عام دینی معلومات کا پرچہ لیا گیا۔ بعدہ حاضرین کو کھانا کھلایا گیا جس کے بعد نماز ظہر و عصر ادا کی گئی۔

راولپنڈی سے ضلعی نمائندہ کا انتظار تھا، لہذا فیصلہ کیا گیا کہ زیر تعمیر مسجد میں ایک اور وقار عمل منایا جائے۔ لہذا نماز کے بعد پھر ½ گھنٹہ کا وقار عمل ہوا۔ جس دوران مکرم قائد صاحب ضلع تشریف لے آئے۔ ان کی آمد پر پروگرام شروع کیا گیا۔ قائد مقامی مکرم قریشی محمد اسحٰق صاحب نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔

قائد صاحب ضلع نے مختلف مقابلہ جات اور دوران سال کارکردگی کے انعامات تقسیم فرمائے۔ اور اختتامی خطاب میں مجلس کے تربیتی کلاس کے انعقاد پر خوشنودی کا اظہار کیا، ہدایات سے نوازا اور بعد ازاں دعا پر تربیتی کلاس اختتام پذیر ہوئی۔

مجموعی طور پر تربیتی کلاس کامیاب رہی اور تقریباً ۹۰ خدام و اطفال شامل ہوئے۔

محترم پروفیسر خان حبیب اللہ خان صاحب

کہکشاں کیا ہے؟

سوال :- کہکشاں کیا ہے؟

جواب :- کہکشاں تاروں بھرے اس راستہ کو کہتے ہیں جو آسمان پر ہمیں نظر آتا ہے۔ یہ درحقیقت تاروں کا ایک طویل جھرمٹ ہے جس میں بعض بہت بڑے اور روشن نظر آتے ہیں اور بعض بہت چھوٹے چھوٹے اور قریب قریب ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ستاروں کا ایک غبار ہے جو بکھرا ہوا ہے یہ کہکشاں جو شکل میں چکی کے چلیٹے پاٹ سے مشابہ ہے کروڑوں ستاروں کا مجموعہ ہے اور ان میں سے ہر ایک ستارہ اپنے محور کے گرد بھی گردش کر رہا ہے اور اپنے سے بڑے کسی ستارے کے گرد بھی گردش کر رہا ہے اور سب کے سب اپنی رفتار اور گردش میں فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ کے مصداق ہیں۔ یہ کہکشاں ہماری زمین کے چاروں طرف ہے اور آسمان میں بطور سنگِ میل reference کے کام دیتی ہے۔ جس طرح ہم زمین پر کے مقامات کے بارے میں کہتے ہیں کہ فلاں جگہ خطِ استوا سے مشرق یا مغرب کی طرف ہے اسی طرح آسمان کے ستاروں کی تعیین کہکشاں کے حوالے سے کی جاتی ہے۔

ہمارا نظامِ شمسی اسی کہکشاں کے ایک کونے میں واقع ہے اور کہکشاں کے نظام کے مقابلہ میں ایک بے حقیقت شئی معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے نظامِ شمسی جیسے ہزاروں لاکھوں نظام اس میں پائے جاتے ہیں۔ ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ ننگی آنکھ سے تو ہمیں آسمان پر ایک ہی کہکشاں نظر آتی ہے لیکن جدید آلات کے ذریعہ اس امر کا انکشاف ہوا ہے کہ اس جیسی لاکھوں کہکشائیں کائنات میں موجود ہیں اور یہ سب کی سب محوِ گردش ہیں۔

ابھی تک ہم کائنات کی وسعتوں کا صحیح اندازہ نہیں کر سکے اور نہیں کہہ سکتے کہ اس کا مرکز کہاں ہے۔ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَظِيْمِ ○

خالد اور تشحیذ الاذہان کی خصوصی اعانت

گزشتہ سال مکرم چوہدری محمد عبدالوہاب صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ سوسائٹی کراچی، مکرم ملک منور احمد صاحب جاوید قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور اور مکرم سعید احمد صاحب ناصر قائد مجلس خدام الاحمدیہ لائل پور شہر نے رسائل کے لئے اشتہارات کے حصول میں ادارہ سے بہت تعاون فرمایا۔ نیز مجلس سوسائٹی کراچی نے خالد و تشحیذ الاذہان کی خریداری کے اضافہ میں بھی مدد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ادارہ ان کا ممنون ہے۔ نیز قارئین خالد و تشحیذ سے درخواست ہے کہ ان تینوں بھائیوں اور ان کے رفقاء کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو آئندہ بھی پہلے سے بڑھ کر رسائل کی اعانت کی توفیق بخشے۔

(مینیجر خالد و تشحیذ الاذہان۔ ربوہ)

فون ۱۹۲۶
خوردنی اجناس و سُرخ مرچ گِری
کی خرید و فروخت کیلئے
ہمیشہ
انصاف کمپنی
پرانی غلہ منڈی لائل پور
کو یاد رکھیں

Monthly KHALID Rabwah December, 1973.

مجھے آپ کی تلاش ہے!

۱۔ کیا آپ محنت کرنا جانتے ہیں۔ اتنی محنت کہ تیرہ چودہ گھنٹے دن میں کام کر سکیں

۲۔ کیا آپ سچ بولنا جانتے ہیں۔ اتنا کہ کسی صورت میں آپ جھوٹ نہ بول سکیں۔ آپ کے سامنے آپ کا گہرا دوست اور عزیز بھی جھوٹ نہ بول سکے۔ آپ کے سامنے کوئی اپنے جھوٹ کا بہادرانہ قصہ سنائے تو آپ اُس پر اظہارِ نفرت کئے بغیر نہ رہ سکیں۔

۳۔ کیا آپ جھوٹی عزت کے جذبات سے پاک ہیں۔ گلیوں میں جھاڑو دے سکتے ہیں۔ بوجھ اُٹھا کر گلیوں میں پھر سکتے ہیں۔ بلند آواز سے ہر قسم کے اعلان بازاروں میں کر سکتے ہیں۔ سارا سارا دن پھر سکتے ہیں۔ اور ساری ساری رات جاگ سکتے ہیں۔

۴۔ کیا آپ اعتکاف کر سکتے ہیں جس کے معنے ہوتے ہیں (الف) ایک جگہ دنوں بیٹھ رہنا۔ (ب) گھنٹوں بیٹھے وظیفہ کرتے رہنا۔ (ج) گھنٹوں اور دنوں کسی انسان سے بات نہ کرنا

۵۔ کیا آپ سفر کر سکتے ہیں۔ اکیلے اپنا بوجھ اُٹھا کر بغیر اس کے کہ آپ کی جیب میں کوئی پیسہ ہو۔ دشمنوں اور مخالفوں میں، ناواقفوں اور ناآشناؤں میں؟ دنوں ہفتوں اور مہینوں؟

۶۔ کیا آپ اِس بات کے قائل ہیں کہ بعض آدمی ہر شکست سے بالا ہوتے ہیں۔ وہ شکست کا نام سننا پسند نہیں کرتے۔ وہ پہاڑوں کو کاٹنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ دریاؤں کو کھینچ لانے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ اِس قربانی کیلئے تیار ہو سکتے ہیں۔

۷۔ کیا آپ میں ہمت ہے کہ سب دُنیا کہے نہیں اور آپ کہیں ہاں۔ آپ کے چاروں طرف لوگ ہنسیں اور آپ اپنی سنجیدگی قائم رکھیں۔ لوگ آپ کے پیچھے دَوڑیں اور کہیں ٹھہر تو جا ہم تجھے ماریں گے اور آپ کا قدم بجائے دَوڑنے کے ٹھہر جائے اور آپ اس کی طرف سر جُھکا کر کہیں لو مار لو۔ آپ کسی کی نہ مانیں کیونکہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ مگر آپ سب سے منوالیں۔ کیونکہ آپ سچے ہیں۔

۸۔ آپ یہ نہ کہتے ہوں کہ مَیں نے محنت کی مگر خدا تعالیٰ نے مجھے ناکام کر دیا۔ بلکہ ہر ناکامی کو آپ اپنا قصور سمجھتے ہوں۔ آپ یقین رکھتے ہوں کہ جو محنت کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے اور جو کامیاب نہیں ہوتا اُس نے محنت ہرگز نہیں کی۔

اگر آپ ایسے ہیں تو آپ اچھا مبلّغ اور اچھا تاجر ہونے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ مگر آپ ہیں کہاں خدا کے ایک بندہ کو آپ کی دیر سے تلاش ہے۔ اے احمدی نوجوان! ڈھونڈ اس شخص کو اپنے صوبہ میں، اپنے شہر میں، اپنے محلہ میں، اپنے گھر میں، اپنے دل میں کہ اسلام کا درخت مُرجھا رہا ہے اسی کے خون سے وہ دوبارہ سرسبز ہوگا۔

مرزا محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا

Regd. No. L5830